ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ایڈیٹر
نصر اللہ خان ناصر

جولائی ۱۹۹۹ء

درود شریف کی برکت

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"......ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اِس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔"

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۸ حاشیہ در حاشیہ)

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُنکے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں هٰذَا بِمَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۳۱)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

وفا ۱۳۷۸ ہش

جولائی ۱۹۹۹ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

جلد نمبر ——— ۴۰

شمارہ نمبر ——— ۷

شرح چندہ

پاکستان ——— ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ——— چھ روپے

ادارِیہ

جلسہ سالانہ ـ محبت واخوت اور اتحاد و یک جہتی کا آئینہ دار

جلسہ سالانہ ـ سلسلہ احمدیہ کا ایک عظیم الشان نشان صداقت ہے اس کی بنیاد خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور یہ عام رواجی جلسوں کی طرح نہیں بلکہ اس کے ذریعہ اعلیٰ دینی اقدار و روایات قائم ہوئیں اور اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ توحید خالص قائم ہو اور یہی مقصد تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا۔ جیسا کہ آپ کو خبر دی گئی تھی۔

> "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔" (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶)

اس توحید خالص سے ہی وحدت امم ممکن تھی جس کے لئے جلسہ سالانہ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جو اعلیٰ دینی اقدار اور حسین روایات کا مظہر ہے، جو رنگ و نسل اور علاقائی اور لسانی امتیازات سے ہٹ کر بنی نوع انسان کی باہمی ہمدردی، محبت واخوت اور اتحاد و یک جہتی کا آئینہ دار ہے۔

جلسہ سالانہ کی ابتداء جو صرف ۷۵ قدوسیوں کے اجتماع سے ہوئی تھی آج اپنی عالمگیر حیثیت میں احمدیت کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے۔ آج کبھی انگلستان کی سرزمین اس مقدس جلسہ سالانہ کی حسین بہاروں سے مزین نظر آتی ہے تو کبھی جرمنی کنیڈا امریکہ براعظم افریقہ مشرق بعید اور برصغیر پاک و ہند کا قریہ قریہ اور تمام بلاد و امصار اس حسین اجتماعیت کا منظر پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ بالخصوص برطانیہ کا جلسہ سالانہ تو ان قدیم نوشتوں کا آئینہ دار نظر آتا ہے کہ

"جَمَعَ اللّٰہُ اَھْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" (ینابیع المودۃ جز ثالث صفحہ ۹۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب امام آئے گا تو اللہ تعالیٰ اہل مشرق اور مغرب کو جمع کر دے گا۔

نیز حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت کہ "امام مہدی کے زمانہ میں مومن مشرق میں ہو گا تو دوسرے بھائی کو مغرب میں اور جو مغرب میں ہو گا اپنے بھائی کو مشرق میں دیکھ لے گا"

(النجم الثاقب جلد ا صفحہ ۱۰۱ مرزا حسین نوری مشہد ایران)

آج یہ منظر اسلام آباد لندن میں دکھائی دے رہا ہے جہاں جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے مشرق و مغرب کے باسی عالمگیر وحدت و اخوت کا منظر پیش کر رہے ہیں۔

مبارک صد مبارک جماعت انگلستان کو یہ جلسہ سالانہ اور مبارک ہو ان پاک نفوس کو جو محو پرواز ہیں اور جو ماہتاب خلافت کی زیارت سے قلبی سکینت پائیں گے۔

امام الکلام

”حقیقی نور وہی تھا“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”دنیا میں ایک رسول آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا؟ وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اٹھے۔ اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا............ جس نے مکہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا............ اگر کسی نبی کی فضیلت اُس کے کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اُٹھو اور گواہی دو کہ اِس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں .... اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول ؐ کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا کہ یہ پاک رسول ؐ شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات لکھ رکھو کہ اب کے بعد وہ مردہ پرستی روز بروز کم ہو گی یہاں تک کہ نابود ہو جائیگی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کریگا؟ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کریگا؟ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو! سنو! اور اے سوچنے والو! سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا۔ اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔“

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ۹)

کلام الامام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں صفت وقار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

" اس حدیث ....(جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ ناقل) سے آپؐ کے وقار کا علم ہو سکتا ہے۔ اور گو یہ حدیث میں پہلے بیان کر چکا ہوں کیونکہ اس سے آپؐ کے یقین اور ایمان پر بھی روشنی پڑتی ہے لیکن چونکہ اس حدیث سے آپ کے وقار کا حال بھی کھلتا ہے اس لئے اس جگہ بھی بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سراقہ بن جعشم کہتا ہے کہ جب رسول کریمؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو مجھے اطلاع ملی کہ آپؐ کے ئے اور حضرت ابوبکرؓ کے لئے مکہ والوں نے انعام مقرر کیا ہے جو ایسے شخص کو دیا جائے گا جو آپؐ کو قتل کر دے یا قید کر لائے۔ اس پر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا اور چاہا کہ جس طرح ہو آپ کو گرفتار کر لوں تا اس انعام سے متمتع ہو کر اپنی قوم میں مالدار رئیس بن جاؤں۔ جب میں آپ کے قریب پہنچا میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں زمین پر گر پڑا۔ اس پر میں نے اٹھ کر تیروں سے فال نکالنی چاہی کہ آیا یہ کام اچھا ہے یا برا۔ کروں یا نہ کروں اور تیروں میں سے وہ جواب نکلا جسے میں ناپسند کرتا تھا یعنی مجھے آپ کا تعاقب نہیں کرنا چاہئے۔ مگر پھر بھی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور آپ کے پیچھے بھاگا اور اس قدر نزدیک ہو گیا کہ اپ کی قرأت کی آواز آنے لگی اور میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپ بالکل کسی طرف نہ دیکھتے تھے مگر حضرت ابوبکرؓ بار بار ادھر ادھر دیکھتے جاتے تھے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں صفت وقار نہایت اعلیٰ درجہ پر تھی اور آپؐ خطرناک سے خطرناک اوقات میں بھی اپنے نفس کی بڑائی کو نہ چھوڑتے تھے۔ اور خواہ آپؐ کو گھر میں بیٹھے ہوئے اپنے شاگردوں سے معاملہ کرنا پڑے جو دین کی جدت کی وجہ سے بار بار سوال کرنے پر مجبور تھے اور خواہ میدان جنگ میں دشمن کے ملک میں خطرناک دشمنوں کے مقابلہ میں آنا پڑے۔ ہر دو صورتوں میں آپؐ اپنے وقار کو ہاتھ سے نہ دیتے۔ اور جس وقت صابر سے صابر اور دلیر سے دلیر انسان چڑچڑاہٹ اور گھبراہٹ کا اظہار کرے اس وقت بھی آپؐ وقار پر قائم رہتے۔"

(سیرت النبیؐ صفحہ ۸۹)

عربی منظوم کلام

اُرْسِلْتَ مِنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ مُّحْسِنٍ فِی الْفِتْنَۃِ الصَّمَّاءِ وَالطُّغْیَانِ

تو رب کریم محسن کی طرف سے خوفناک فتنے اور طغیان و سرکشی کے وقت بھیجا گیا

یَا لَلْفَتٰی مَا حُسْنُہٗ وَ جَمَالُہٗ رَیَّاہُ یُصْبِی الْقَلْبَ کَالرَّیْحَانِ

واہ! کیا ہی جوان مرد ہے! کیسے حسن و جمال والا ہے! جس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح موہ لیتی ہے۔

وَجْہُ الْمُھَیْمِنِ ظَاھِرٌ فِیْ وَجْھِہٖ وَشُئُوْنُہٗ لَمَعَتْ بِھٰذَا الشَّاْنِ

آپ کے چہرہ میں خدا کا چہرہ نمایاں ہے اور خدا کی صفات (آپ کی) اس شان سے جلوہ گر ہو گئیں

سُجُحٌ کَرِیْمٌ بَاذِلٌ خِلُّ التُّقٰی خِرْقٌ وَّ فَاقَ طَوَائِفَ الْفِتْیَانِ

آپ خوش خلق، معزز، سخی، تقویٰ کے سچے دوست، فیاض اور جواں مردوں کے گروہوں پر فوقیت رکھنے والے ہیں

فَاقَ الْوَرٰی بِکَمَالِہٖ وَ جَمَالِہٖ وَجَلَالِہٖ وَجَنَانِہِ الرَّیَّانِ

آپ ساری خلقت سے اپنے کمال اور اپنے جمال اور اپنے جلال اور اپنے شاداب دل کے ساتھ فوقیت لے گئے ہیں

لَا شَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَیْرُ الْوَرٰی رِیْقُ الْکِرَامِ وَنُخْبَۃُ الْاَعْیَانِ

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ، معززین میں سے برگزیدہ اور سرداروں میں سے منتخب وجود ہیں

تَمَّتْ عَلَیْہِ صِفَاتُ کُلِّ مَزِیَّۃٍ خُتِمَتْ بِہٖ نَعْمَاءُ کُلِّ زَمَانِ

ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ پر کمال کو پہنچ گئیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ پر ختم ہو گئی ہیں

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۹۲-۵۹۳)

فارسی منظوم کلام

O

چوں زمن آید ثنائے سرورِ عالی تبار   عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

مجھ سے اُس عالیقدر سردار کی تعریف کس طرح ہو سکے۔ جس کی مدح سے زمین آسمان اور دونو جہاں عاجز ہیں

آں مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم   کس نداند شان آں از واصلانِ کردگار

قرب کا وہ مقام جو وہ محبوب ازل کے پاس رکھتا ہے اُس کی شان کو واصلان بارگاہ الٰہی میں سے بھی کوئی نہیں جانتا

آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو   کس بخوابے ہم ندیدہ مثلِ آں اندر دیار

وہ مہربانیاں جو محبوب ازلی اُس پر فرماتا ہے وہ کسی نے دنیا میں خواب میں بھی نہیں دیکھیں

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں   آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصل نگار

وہ خاصان حق کا سردار اور عاشقاں الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے جس کی روح نے معشوق کے وصل کے ہر درجہ کو طے کر لیا ہے

آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیاتِ او   رحمتے زاں ذاتِ عالم پرور و پروردگار

وہ مبارک قدم جس کی ذات والا صفات رحمت بن کر اُس رب العالمین پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی

آنکہ دارد قربِ خاص اندر جنابِ پاک حق   آنکہ شانِ او نفہمد کس زِ خاصان و کبار

وہ جو کہ جناب الٰہی میں خاص قرب رکھتا ہے وہ جس کی شان خواص اور بزرگ بھی نہیں سمجھتے

احمدِ آخر زماں کو اولیں را جائے فخر   آخریں را مقتداؤ ملجاؤ کہف و حصار

احمدؐ آخر الزمان جو پہلوں کے لئے فخر کی جگہ ہے اور پچھلوں کے لئے پیشوا۔ مقام پناہ۔ جائے حفاظت اور قلعہ ہے

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۳۔۲۴)

درود کی برکت سے جماعت کو برکت ملے گی اور اس برکت میں سب سے بڑی برکت ان کی تربیت کی برکت ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۹۹ء

بمقام بیت فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ احزاب کی یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (آیت ۵۷)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور بہت بہت سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں اور اس کی تشریح کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "دنیا میں کروڑ ہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہونگے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مرد خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔ "اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔"

آج انشاء اللہ تعالیٰ درود شریف کے متعلق احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالے سے میں کچھ مضمون آپ کے سامنے پیش کروں گا لیکن اس سے پہلے ایک سابقہ خطبے کے تعلق میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔

میں نے ایک حدیث پڑھی تھی جس میں ذکر تھا اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے غنائم حلال کر دی گئیں اور الفاظ ایسے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس سے پہلے کبھی کسی نبی پر غنائم حلال نہیں کی گئیں اور اس بارے میں میں الجھن میں تھا۔ حدیث قطعی ہے کیونکہ بخاری کی بھی اور دوسری کتب میں بھی درج ہے اور بعینہٖ یہی الفاظ ہیں۔ اس لئے میں نے ایک صلائے عام دی تھی سب دوستوں کو کہ غور کر کے بتائیں کہ کیا بات ایسی ہے جو سمجھ میں نہیں آسکی مگر حدیث درست ہے اور یہ بات بھی قطعی طور پر درست ہے کہ قرآن کریم کی رو سے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر یقیناً غنائم حلال کی گئی

تھیں۔ پس قرآن کریم کی اس قطعی گواہی کے مخالف حدیث ہو ہی نہیں سکتی۔ ضرور کوئی بات سمجھنے سے رہ گئی ہے۔

اس ضمن میں بہت سے علماء نے بھی بہت خطوط لکھے اور طرح طرح کی توجیہات پیش کیں لیکن سب سے اعلیٰ اور عمدہ توجیہہ جو مجھے پسند آئی ہے اور بالکل دل میں کھب گئی ہے وہ ہمارے ایک دوست عبدالرشید قریشی صاحب نے ناروے سے بھیجی ہے۔ اور یہ بالکل باقی حدیث کے الفاظ کے مطابق بات بنتی ہے۔ اس ساری حدیث نبوی کی روح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی برکت سے تمام دنیا استفادہ کر رہی ہے اور تمام دنیا میں امت محمدیہ استفادہ کر رہی ہے۔ ہر جگہ مسجد بنائی جا سکتی ہے، ہر جگہ نماز پڑھی جا سکتی ہے تو حضور اکرم ؐ کی عالمی حیثیت کی باتیں ہو رہی ہیں اس لئے غنائم میں بھی لازماً عالمی حیثیت کی بات ہو رہی ہے اور یہ واقعہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو بھی کل عالم کے غنائم عطا کرنے کا نہ وعدہ ہے نہ ان کے لئے حلال تھیں کیونکہ حضرت داؤد ؑ بھی ایک محدود قوم کے لئے تھے، حضرت سلیمان ؑ بھی ایک محدود قوم کے لئے تھے اور ان دائروں میں ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جس قسم کے جہاد کی اجازت تھی اس کے نتیجے میں جو غنائم میسر آتے تھے وہ استعمال کر سکتے تھے مگر اپنے دائرے سے باہر جا کر تمام دنیا میں ان کے غنائم حاصل کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس پہلو سے یکتا تھے اور یکتا ہیں اور یکتا رہیں گے اور یہ چھوٹی سی بات ایک گھنڈی جس کو کہتے ہیں، یہ اگر سمجھ آئی تو ناروے کے قریشی عبدالرشید صاحب کو سمجھ آئی۔ انہوں نے کہا کہ دیکھیں اس رنگ میں تو ساری حدیث کے مطابق مضمون بن رہا ہے۔ اب واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد جب کبھی بھی، جہاں کہیں بھی جہاد کی شرائط کے مطابق جہاد کی خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو اجازت ہوگی، اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ وہ کس جگہ ہو دنیا کے پردے پر جہاں بھی ہو، وہاں غنائم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس حدیث کے مطابق ان کے لئے حلال ہونگے۔ پس اللہ تعالیٰ قریشی عبدالرشید صاحب کو جزا دے کہ ایک ضروری مسئلہ کو حل کرنے میں انہوں نے ہماری مدد فرمائی۔

اب میں یہ جو درود شریف کا مضمون ہے اس کو شروع کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس کے بعد جو میں نے آپ کو پڑھ کے سنایا ہے۔ اب میں احادیث نبویہ میں سے کچھ ضروری متعلقہ احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس مضمون پر بہت سی احادیث ملتی ہیں مگر بعض ایسی بھی ہیں جن کو سمجھنا عام قاری کے لئے مشکل ہوگا اور غلط خیالات دل میں پیدا ہو سکتے ہیں جن کو سمجھانے کے لئے مجھے بہت وقت چاہئے اور وقت کا سامنا ہوگا اس لئے ایسی احادیث جو زیادہ تشریح طلب ہیں ان کو میں نے الگ رکھ دیا ہے۔ ان

کی صحت پر کوئی شک نہیں یقیناً وہ اعلیٰ درجہ کی کتب سے اچھے راویوں سے مروی ہیں اس لئے ہمیں یہ حق تو نہیں ہے کہ ان کی صحت پر کسی قسم کی جرح کریں مگر مضمون اَدَق ہیں اور ان کا بیان کرنا ایک لمبے وقت کا تقاضا کرتا ہے اس لئے میں نے ان کو الگ رکھ دیا ہے۔ اب نسبتاً ہلکی پھلکی احادیث جو عام قاری کو جلد سمجھ آسکتی ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سنن نسائی سے یہ حدیث لی گئی ہے عَنْ اَنَس ابْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بڑا بخیل ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجتا ہے۔

پہلی بات تو بخل کی اس لحاظ سے درست ہے کہ جس کے بے انتہا احسانات ہوں اس کا نام آنے پر اس پر درود نہ بھیجا جائے یہ قلب کی انتہائی خساست اور بخل پر دلالت کرنے والی بات ہے۔ یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ ایک شریف النفس انسان اپنے محسن کا ذکر آنے پر اس کو دعا نہ دے۔

چھوٹے چھوٹے گدا، در کے فقیر، ان کو بھیک مل جائے تو دعائیں دیتے جاتے ہیں تو جو سب سے بڑا محسن ہے جس کے احسانات کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور بے انتہا ہیں ان کا ذکر آنے پر اگر تم دعا نہ دو تو حد سے زیادہ یہ بخل ہے۔ دوسرا پہلو اس کا آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ مجھ سے تو بخل تم کیا کرسکتے ہو مجھے کوئی بھی نقصان نہیں۔ تم اپنے خلاف بخل کرو گے کیونکہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جو ایک درود بھیجے گا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میں اس کے مقابل پر، اس کے جواب میں اس پر دس درود بھیجوں گا۔ اب اس حدیث میں بھی ایک گہرا نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے وصال کے بعد اب براہ راست فیض نہیں پہنچا سکتے سوائے اُس فیض کے جو آپ کی تعلیم اور سنت میں ہے وہ الگ مسئلہ ہے وہ براہ راست ہر شخص کو پہنچتا ہے، پہنچتا رہے گا۔ لیکن دنیا بھر میں جہاں کوئی بھی سلام بھیج رہا ہے یا درود بھیج رہا ہے اس کو براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فیض نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے، اللہ آپ کا نگران ہے، اللہ آپ کا وکیل ہے اور ہر ایسے شخص کو جزا دینا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے جزا دینا یہ اللہ کا کام ہے اور وہ یہ جزا ضرور دے گا۔

اور جزا دینے والا ہمیشہ اگر سخی ہو تو جتنی نیکی کی جائے اس سے بڑھ کر جزا دیا کرتا ہے۔ اور اس سلسلے میں دس درود کا مطلب یہ ہے کہ کم سے کم دس۔ یہ مطلب نہیں کہ دس سے زیادہ نہیں۔ یہ تو شرط ہے جو اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق ہمیں معلوم ہوتی ہے کہ جہاں کوئی انسان ایک نیکی کرتا ہے اللہ اس کی دس گنا جزا ضرور عطا

فرماتا ہے۔ تو بخیل ان معنوں میں کہ بڑا بے وقوف ہے اس کو ایک درود بھیجنے پر دس جزائیں مل سکتی تھیں اس گدھے نے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور بخل کیا تو اپنے خلاف۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ درود کیسے بھیجتا ہے؟ ہم جو درود بھیجتے ہیں تو یہ عرض کرتے ہیں خدا کی درگاہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر برکتیں نازل فرما' سلام نازل فرما' آپؐ کی امت پر' آپؐ کی آل پر برکتیں نازل فرما۔ اللہ بھیجتا ہے تو اللہ کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سلامتیاں اور برکتیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتا ہے اب بندوں پر درود کیسے بھیجتا ہے جو عام بندے ہیں کسی سے دعا کرتا ہے کہ ان کو یہ چیز پہنچے خدا کو کسی اور سے دعا کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر برکات خود بھیجتا ہے اسی طرح اپنے ان بندوں پر بھی برکات خود بھیجتا ہے اور یہ برکات جو ہیں اس کو اور اس کی نسلوں کو دنیا و آخرت میں بے انتہا جزا دینے کا موجب بن جاتی ہیں' ایک لامتناہی جزاؤں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس درود بھیجنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح درود بھیجتا ہے جیسے ہم بھیجتے ہیں۔ ہم تو اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ تو برکتیں نازل فرما۔ اللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے کس سے عرض کرتا ہے؟ خدا تو کسی سے عرض نہیں کرتا۔ وہ خود برکتیں نازل فرماتا ہے۔ پس بندوں پر درود بھیجنے کا مطلب یہی ہے کہ ان پر برکتیں نازل فرماتا ہے۔

ایک دوسری حدیث درود کے تعلق میں سنن نسائی سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

اب بظاہر یوں لگتا ہے جیسے کوئی جسمانی نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی کیفیت کیا ہے' وہ روحانی وجود کس قسم کے ہیں یہ اللہ ہی سمجھتا ہے' اللہ ہی جانتا ہے' ہماری فہم سے بالا ہے' ایک بات جو قطعی طور پر درست ہے وہ یہ ہے کہ وہ فرشتے ہیں اور ان کا ساری روئے زمین سے تعلق ہے اور ہر انسان اور ہر جاندار پر اس کے بقا کے لئے کچھ فرشتے مقرر ہیں۔ اس لئے فرشتے گھومتے پھرتے ہیں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرشتہ یا کچھ فرشتے زمین کی ایک جگہ سے دوڑے جاتے ہیں کسی اور جگہ چلے جاتے ہیں' وہاں سے دوڑے پھرتے ہیں ادھر آ جاتے ہیں۔ یہ مفہوم محض ایک نقشہ ہے تا کہ انسان کو بات کی سمجھ آ سکے۔

مراد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ساری زمین پر پھیلے پڑے ہیں اور کوئی انسان یہ گمان نہ کرے کہ میں نے رات کے پردے میں چھپ کر یا زمین کے کسی دور دراز کونے یا جنگل میں اللہ کے رسول پر سلام اور

درود بھیجا تھا اور اسے کسی نے نہیں سنا۔ یقین دہانی ہے کہ تمہارے درود اور سلام لازماً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ رہے ہیں اور یہ بات ہر درود بھیجنے والے کے لئے کتنی تسکین کا موجب ہے۔ اگر آپ سلام بھیجیں کسی کو اور وہ سن لے تو کتنی خوشی ہوگی اور اگر نہ سنے تو دل میں کھٹکا سا رہے گا کہ ہم نے تو سلام بھیجا مگر کسی نے نہیں سنا۔ پس یہ حدیث ہر مومن کے لئے جو محمد رسول اللہؐ پر سلام بھیجتا ہے ایک اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت برسانے والی حدیث ہے۔

اس سے زیادہ جزا اس کے سلام کی ہو نہیں سکتی کہ جس کو سلام بھیجا گیا تھا اس نے سن لیا۔ اور یہ سن لیا کوئی فرضی دعویٰ نہیں ہے۔ یہ سچا دعویٰ تبھی بنتا ہے کہ واقعۃً یہ سلام پہنچائے جائیں۔ پس خدا تعالیٰ نے ایک ایسا نظام جاری فرمایا ہے کہ تمام دنیا میں کونے کونے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والوں کے سلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو پہنچائے جاتے ہیں۔

ایک مسند احمد بن حنبل سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔ آپ کھجوروں کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور سجدہ ریز ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بسا اوقات بغیر کسی اطلاع دئے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے اور بعض صحابہ بھی انتظار میں بیٹھے رہتے تھے' تاک میں لگے رہتے تھے کہ کب حضورؐ باہر آئیں تو ہمیں موقع ملے' ہم چلیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو مخاطب ہو کر یہ نہیں فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چلو تو وہ ادب سے پیچھے ہٹ کر چلا کرتے تھے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خلوت میں خلل نہ پیدا کریں۔

یہی طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تھا۔ بعض دفعہ آپ اکیلے نکل جایا کرتے تھے اور بعض صحابہ جن کو پتہ لگ جایا کرتا تھا تو وہ پیچھے پیچھے دوڑا کرتے تھے احتیاط کے تقاضوں کے پیش نظر یا برکت حاصل کرنے کے لئے۔ پس یہ بھی ویسی ہی ایک حدیث ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کیا کر رہے ہیں وہاں۔ حضور اس باغ میں اس وقت کیا کرنے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں رفتہ رفتہ انتظار کرتے کرتے اتنا لمبا عرصہ گزر گیا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ اس تمام عرصہ میں آپ سجدے کی حالت میں ہیں اور سجدے میں چونکہ میں مخل نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے میں آگے نہیں بڑھا۔ لیکن اتنا لمبا عرصہ گزرا کہ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ نعوذباللہ من ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قفس عنصری سے پرواز نہ کر گئی ہو' اسی سجدے کی حالت میں آپ فوت نہ ہو گئے ہوں۔ اس غم اور فکر سے میں دوڑا' قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے آنے کی آواز سنی اور سجدے سے سر اٹھا لیا۔

معلوم ہوتا ہے باقاعدہ نماز نہیں ہو رہی تھی ایک سجدۂ شکر تھا بس۔ اور جب قدموں کی آواز سنی، سر اٹھایا اور پوچھا اے عبدالرحمٰن! کیا بات ہے۔ میں نے آپؐ سے اپنے خدشے کا اظہار کیا یا رسول اللہ یہ وجہ ہے جو میں آپؐ کے قریب آگیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل نے مجھے کہا ہے کہ کیا میں تجھے خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے تجھ پر درود بھیجا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ یہ وعدہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے پر شکر ادا کیا۔ اب صاف ظاہر ہے اور وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بھی شرک کرنے لگ جاتے ہیں ان کے لئے ایک کھلا کھلا پیغام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ان سب کو جزا دیں جو آپ کو سلامتی کی دعائیں دیتے ہیں۔ مگر خود نہیں دے سکتے تھے اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں فرمایا میں دونگا۔ اس وقت تک آپ کے دل کو پورا اطمینان نصیب نہیں ہوا اور جب وعدہ فرمایا تو اس کے شکر کے طور پر سجدہ ادا کیا۔ اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ میرا خدا ہمیشہ مجھ پر سلام بھیجنے والوں پر سلام بھیجتا رہے گا۔

ایک اور حدیث ہے ترمذی کتاب الجمعہ باب مَا ذُكِرَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِي صلّی اللّٰہ علیہ وسلم قَبْلَ الدُّعَاءِ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی موجودگی میں نماز پڑھی اور جب میں نماز پڑھ کر بیٹھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ صرف یہ ہے فَلَمَّا جَلَسْتُ میں بیٹھا۔ تو مراد غالباً یہی ہے کہ اَلتَّحِيَّاتُ کی حالت میں جب وہ بیٹھے ہیں تو ایسے انداز سے دعا کر رہے تھے کہ اردگرد کچھ لوگ سن بھی سکتے تھے۔ اس لئے مجھے خیال آیا تھا کہ نماز میں دعا کر رہے تھے یا نماز کے بعد، جو بھی صورت تھی بہرحال بیٹھی ہوئی حالت میں یہ دعا کر رہے تھے۔

کہتے ہیں میں نے دعا اس طرح کی بَدَاتُ بِالثَّنَآءِ عَلَى اللّٰهِ میں نے اللہ کی ثنا سے اپنی دعا شروع کی ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِي ؐ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیج کر یعنی درود بھیج کر ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي پھر میں نے اپنی ذات کے لئے خدا تعالیٰ سے کچھ دعائیں کیں فَقَالَ النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم سَلْ تُعْطَه، سَل تُعْطَه کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا، مانگ تجھے دیا جائے گا۔ اب اس حدیث سے یہ قطعیت کے ساتھ ثابت ہے اگر یہ نماز کی حالت تھی تو نماز میں بھی اپنے لئے مانگنا جائز ہے اور اپنے الفاظ میں مانگنا جائز ہے۔ مگر یہ تب ہونا چاہئے کہ پہلے ثنا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود ہو اور اَلتَّحِيَّات کا آغاز ہی اس سے ہوتا ہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یہ

صاف پتہ چل رہا ہے کہ التحیات کی حالت میں یہ دعا اگر اس طرح کی جائے تو بالکل جائز اور درست ہے۔ اور بعید نہیں کہ التحیات کی صورت میں ہی انہوں نے دعا کا ذکر کیا ہو اس کے بعد پھر اپنے لئے دعا مانگنی جائز ہے۔ یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ نماز میں اپنے الفاظ میں اپنے لئے دعا مانگنی جائز ہے۔ نمبر دو نماز کے بعد اگر بیٹھ کر انسان دعا کرے اور اس دعا میں بھی ثناء پہلے ہو' درود ہو پھر اپنے لئے کچھ مانگا جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمانا بہت بڑی خوشخبری ہے۔ مانگ جو مانگتا ہے' مانگ جو مانگتا ہے' اب اللہ تعالیٰ تیری دعاؤں کو ضرور قبول فرمالے گا۔ پس ہر دعا کرنے والے کے لئے اس میں بہت بڑی حکمت ہے' بہت بڑی خدا تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں قبول ہوں تو دعائیں قبول کروانے کا یہ طریق ہے۔

اگرچہ بعض احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر صرف سلام اور درود ہی بھیجا تو اسی میں ہی اپنی دعائیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی سے یہ استنباط فرمایا کرتے تھے اور آپ کی جو روایات میں آپ کے سامنے پیش کروں گا ان میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ مگر جو بھی صورت ہو ثناء اور درود اور پھر اپنے لئے دعا یہ تین باتیں اسی ترتیب سے یاد رکھیں۔ جب آپ آل کا ذکر کرتے ہیں درود میں تو دراصل اس آل میں آپ خود شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ سچی آل بننا یہ آپ کا کام ہے۔ اگر سچی آل بن جائیں تو آل محمدؐ میں شامل ہو جائیں گے اور آل محمدؐ کو جو جو برکات خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونگی ان میں آپ بھی داخل ہو جائیں گے تو آپ کی کوئی ضرورت بھی ایسی باقی نہیں رہتی جو ان برکات سے جن کا وعدہ کیا جا رہا ہے باہر کی کوئی ضرورت ہو۔

تو مختلف مانگنے کے ڈھنگ ہیں کبھی کبھی انسان ایسے حال میں ہوتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کا خصوصیت سے بار بار ذکر کرتا ہے اور جب تک اس کا ذکر بار بار نہ کرے اس کے دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ یہ حالت بھی جائز ہے مگر ثنا اور درود کو یاد رکھیں اس کے بعد پھر جیسا چاہیں کریں۔ اور بعض دفعہ انسان اتنا گہرا ڈوب جاتا ہے آل کے مضمون میں کہ اس میں پھر اپنے لئے سب کچھ مانگ لیتا ہے اور ذکر کر کے نہیں مانگنا پڑتا۔

مسلم کتابُ الصلوٰۃ باب اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ ؐ اور یہ بخاری میں بھی حدیث انہی الفاظ میں ہے۔ حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجا جائے۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ روزانہ کہتے ہی تھے' یہ مراد ہے۔ یہ تو معلوم ہے کہ سلام کیسے بھیجا جائے مگر درود کیسے بھیجیں۔ تو اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ پر اس طرح درود بھیجا کرو۔ اے ہمارے اللہ! تو محمد اور محمد کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر درود بھیجا۔ اے ہمارے اللہ! محمد اور محمد کی آل کو برکت عطا فرما

جیسا کہ تو نے ابراہیم اور ابرہیم کی آل کو برکت عطا کی۔ تو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ یہ وہی درود شریف ہے جو ہم نماز میں اَلتَّحِیَّات کے بعد پڑھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ہو کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا۔ تو انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے"۔ اب اس میں یاد رکھیں کہ درود پڑھنے کے لئے ایک وجد کی ضرورت ہے۔ درود پڑھنے سے پہلے ایک کیفیت کی ضرورت ہے، عشق اور محبت کی کیفیت کی جس میں ڈوب کر انسان درود پڑھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ گر ہمیں سکھلا دیا کہ غور کیا کرو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیا کی حالت کیا تھی۔ توحید سے خالی، فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی، نہ بر پر خدا رہا نہ بحر میں خدا رہا۔ یعنی خدا کے ذکر سے برو بحر خالی ہو گئے یہ کیفیت تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے ذکر سے برّو بحر کو بھر دیا، فضائیں خدا کے ذکر سے گونجنے لگیں یہ حال جب تم سوچو کہ کیا واقعہ ہوا اور کیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذکر الٰہی کو بلند کیا ہے تو بے اختیار دل پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جائے گی اور اس کیفیت میں تم بے اختیار کہہ اٹھو گے جیسا کہ فرماتے ہیں "انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے"۔ فرماتے ہیں "میں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیال اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریمؐ نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی کہ آپ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

اب یہ چھوٹا سا فقرہ ہے "کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔" اس کا کیا مطلب بنتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی اور نبی کے بارے میں پہلے کبھی کسی نبی کی امت کو یہ تعلیم نہیں دی گئی تھی کہ تم اپنے نبی پر درود اور سلام بھیجو یہ خصوصیت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہیں۔ تمام کائنات میں جتنے نبیوں کا ذکر ملتا ہے ان میں کسی پر درود اور سلام بھیجنے کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی امت کو نہیں دی۔ یہ جب میں نے پڑھا تو میں حیران رہ گیا اور اس تعجب میں میں نے بائبل اور انجیل کا اس حصے کا مطالعہ کیا جس میں یہ درود کا ذکر مل سکتا تھا اور پھر بعض ایسے پادریوں سے بھی پتہ کروایا جو بائبل پر بہت عبور رکھنے کی شہرت رکھتے ہیں۔ ان سے میں نے پوچھا تم بتاؤ حضرت عیسیٰ کے متعلق تو میں ذاتی طور پر، میں کیا ساری دنیا جانتی ہے مسیح

موعود علیہ السلام نے اس مسئلے کو بار بار اٹھایا ہے کہ پہلے مسیح نے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مسیح کے علاوہ جو پہلا مسیح تھا اس نے کبھی بھی موسیٰ پر یا اپنے سے پہلے نبیوں پر درود نہیں بھیجا۔ ایک اشارہ تک نہیں ملتا عہد نامہ جدید میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے پہلے کسی نبی پر بھی درود بھیجا ہو اور خصوصاً موسیٰ کے خوشہ چین تھے' موسیٰ کی کتاب کے خوشہ چین تھے آپ پر درود بھیجا ہو تا کوئی ذکر نہیں۔ تو پادری صاحب سے میں نے یہ سوال کیا تھا۔ مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے بائبل کا مطالعہ جب بھی کیا کبھی بھی کوئی ذکر نہیں ملا کہ حضرت موسیٰ نے اپنے سے پہلے نبیوں پر درود بھیجا ہو یا حضرت ابراہیمؑ پر بھیجا ہو۔ کوئی ذکر نہیں۔ ابراہیمؑ کے تعلق میں کچھ مجھے ذکر نہیں ملا کہ آپ نے نوحؑ پر یا آدمؑ پر درود بھیجا ہو۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک خصوصیت ہے جس میں اور کوئی شریک نہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے "کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی"۔

بہت ہی پیارا کلام ہے فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے یہ جملہ کہ "آواز نہیں سنو گے تم" صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ آواز سنائی دے گی کہ اے لوگو اس پر اور اس کی آل پر درود بھیجو جیسا کہ اللہ اس پر اور اس کی آل پر درود بھیجتا ہے۔ جو میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا نہ عیسیٰؑ نے موسیٰؑ پر اور پہلے نبیوں پر درود بھیجا' نہ موسیٰؑ نے ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر درود بھیجا' نہ دوسرے نبیوں پر درود بھیجنا کسی جگہ ثابت ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ ابراہیمؑ پر درود خدا نے جو بھیجا تھا اس کا بھی ذکر نہیں ملتا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ذکر کے کہ خدا کس طرح درود بھیجا کرتا تھا ابراہیم پر۔ اس ذکر کو بھی محمدؐ رسول اللہ نے زندہ کیا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر نماز میں ہر مسلمان پر یہ لازم نہ کر دیتے کہ جب مجھ پر درود بھیجو تو ابراہیمؑ کے نام کو بھی زندہ کر لیا کرو وہ بھی بہت بابرکت تھا اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت برکتیں عطا فرمائی تھیں۔

پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احسانات جیسے اگلوں پر ہیں پچھلوں پر بھی تھے۔ اور خصوصیت کے ساتھ ابراہیمؑ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ احسان ہے کہ آپ کے ذکر سے ان کا ذکر زندہ ہوا اور اب سب دنیا میں ابراہیمؑ کے درود کا ذکر پایا جاتا ہے صرف مسلمانوں کے لئے۔ ماننے والے یہودی بھی ہیں' ماننے والے عیسائی بھی ہیں مگر ساری دنیا میں اگر ابراہیمؑ پر درود بھیجنے کا ذکر کسی زبان پر جاری ہے تو وہ صرف مسلمانوں کی زبان ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا احسان خاص ہے جس کی اور کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دے سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درود سے ایسی محبت تھی کہ آپ نے شرائط بیعت میں

درود شریف کو داخل فرمایا۔ اور جو شرط سوم ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ادا کرتا رہے گا"۔ یعنی بندہ بیعت کرنے والا "اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا"۔ یعنی ہمیشگی اختیار کرے گا۔ "اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنالے گا۔" (اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) یعنی روز کا یہ دن رات کا پیشہ ہی ہو جائے گا اس کا' اس پر وہ دوام اختیار کرے گا کہ ہمیشہ یہ کرتا رہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اب یہاں جب بہت زیادہ عزت ہو تو وہاں واحد میں ذکر کرتے ہیں جمع کے حوالے سے ذکر نہیں کرتے۔ یعنی اردو میں عزت کے لئے جمع کا لفظ بھی بولا جاتا ہے اور بہت زیادہ عزت کرنی ہو تو واحد کا صیغہ بھی بولا جاتا ہے تو یہاں واحد کے صیغے میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ نبیٔ معصوم صلی اللہ علیہ وسلم آیا اور بت پرستوں سے اس نے نجات دی۔ یہی وہ راز ہے کہ یہ درجہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان احسانوں کے معاوضوں میں ملا کہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷۔ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے ایک ٹریکٹ شائع فرمایا اور اس ٹریکٹ میں آپ فرماتے ہیں "قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اول۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔" اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہوں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔ اگر اللہ سے محبت کا دعویٰ سچا ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم ہو گی ورنہ جہاں جہاں اتباع سے باہر ہو گے وہاں تمہاری محبت کا دعویٰ جھوٹا نکلے گا۔ پس قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے یہ شرط کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی اتباع کرو تا کہ تمہارا یہ دعویٰ سچا ہو کہ تم خدا سے محبت کرتے ہو اور جب خدا سے محبت کرتے ہو تو تمہاری دعا کو بھی قبول کر لے گا یعنی یہ اس کا ایک طبعی لازمی نتیجہ ہے۔

"دوم۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" نہ صرف پیروی کرو بلکہ چونکہ محمدؐ رسول اللہ کے نتیجے میں تمہیں خدا مل رہا ہے اس لئے صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اپنے شکر کے جذبے کا اظہار اس طرح کرو کہ آپ پر درود بھیجو یعنی احسان کے طور پر نہیں بلکہ احسان مندی کے اظہار کے طور پر۔ "سوم موہبت الٰہی کے ذریعے"۔ (ٹریکٹ بعنوان "حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر ایک خط مرتبہ عرفانی صاحب صفحہ ۲۲)۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اگر دل پر طاری رہے' اللہ کا رعب دل پر طاری رہے تو

ایسے بندے کی دعائیں بھی قبول کی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بھی درود کا کثرت سے ذکر ملتا ہے اور درود کی برکات جو آپ پر نازل ہوئیں ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں جابجا ذکر ملتا ہے۔ اعجاز المسیح میں درج ہے "فَصَلُّوْا عَلٰی هٰذَا النَّبِیِّ الْمُحْسِنِ الَّذِیْ هُوَ مَظْهَرُ صِفَاتِ الرَّحْمٰنِ الْمَنَّانِ"۔ یعنی یہ الہامی قول ہے جس کا اعجاز المسیح میں ذکر ہے۔ "(اے لوگو) اس محسن نبی پر درود بھیجو جو خداوند رحمٰن و منان کی صفات کا مظہر ہے کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے"۔ یہاں الہام میں اس بات کو کھول دیا گیا ہے کہ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانِ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجنا آپ کے احسان کے نتیجے میں ہم پر واجب ہو جاتا ہے۔

"احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے"۔ یہ تحریر کا جو یہ حصہ ہے یہ غالباً الہامی نہیں ہے۔ پہلے جو باتیں ہیں وہ کئی مختلف وقتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درود کے متعلق الہامات ہوتے رہے ہیں اس لئے یہ ممکن ہے کہ یہ جو تحریر میں نے پڑھ کے سنائی ہے یہ لفظاً لفظاً کسی الہام کی طرف اشارہ نہ ہو مگر مختلف الہامات کے ذکر پر مشتمل عبارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بار بار آپ کو تاکید ہوئی ہے اس میں باتیں ملتی ہیں کیوں یہ جو عبارت آگے آ رہی ہے اس سے نظر آ رہا ہے کہ یہ عبارت مسیح موعودؑ کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لفظاً الہام نہیں ہے۔

فرماتے ہیں "اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔" اس فقرے سے میں سمجھتا ہوں کہ پہلی عبارت لفظاً الہامی عبارت نہیں تھی الہامات کا ایک مفہوم تھا جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"اے اللہ اس امّی رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی پانی سے سیر کیا ہے جس طرح اس نے اولین کو سیر کیا"۔ آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے وقت میں جو صحابہ موجود تھے ان کو بھی خدا کے وصل کا شربت پلایا' سیر کیا سے یہ مراد ہے اور کسی پانی کا اصل عبارت میں ذکر نہیں یہ ترجمہ کرنے والے نے کیا ہے۔ صرف یہ ذکر ہے سیر کر دیا۔ یعنی وصل الٰہی کے شربت سے ان کو خوب سیر کیا جس طرح پہلوں کو کیا اس طرح آخرین کو بھی کیا اور آخرین کو بھی کیا' دوسروں کو بھی کیا۔

"اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا"۔ سیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جیسا بنایا۔ یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ وصل الٰہی کے شربت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی پیاس بجھائی ہو اور اس کو سر سے پاؤں تک

وصل الٰہی کے شربت میں نہلا دیا ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ نہ پکڑے۔ اس لئے منطق نتیجہ ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نکال رہے ہیں۔ "انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کر دیا۔" (اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵، ۶)

اب سوال یہ ہے کہ درود کتنی دفعہ پڑھنا چاہئے اور کس پابندی کے ساتھ کس وقت پڑھنا چاہئے۔ اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض سادہ سی نصیحتیں ہیں جو عام فہم ہیں اس پہ کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ مکتوبات حصہ اول صفحہ ۱۸ پہ درج ہے "کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں" اور حالات مختلف ہوتے ہیں۔ انسان بعض دفعہ ہم و غم میں پھنسا ہوا، اپنے دنیا کے کاروبار میں بعض دفعہ اتنا مصروف ہو جاتا ہے یا اپنے صدموں میں ایسا الجھایا جاتا ہے کہ اسے ہوش نہیں رہتی کہ میں کتنی دفعہ درود پڑھوں۔ تو حالتیں مختلف ہیں اس لئے کوئی ایک پابندی نہیں ہے جس کو سارے اختیار کر سکیں۔ فرمایا "کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے۔" جب بھی یاد آئے کہ درود ہونا چاہئے اور غم کے وقت اس کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ پڑھو تو تضرع کے ساتھ دل کو حاضر کر کے "اور اُس وقت تک پڑھتے رہیں جب تک ایک حالت رقت اور بے خودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے"۔ جب درود شروع ہو تو ضروری نہیں کہ دل میں فوری طور پر رقت پیدا ہو جائے لیکن فرمایا جب درود ایک دفعہ شروع کرو تو پھر پڑھتے رہو، پڑھتے رہو، یہاں تک کہ دل میں درود کا مضمون گھل جائے اور اس کے نتیجے میں پھر ایک رقت اور درد کی کیفیت پیدا ہو جائے درود ہے جو سچا درود ہو گا۔ "اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے"۔ وہی درود انسان کی جزا بن جاتا ہے سینہ کھل جاتا ہے ہر غم سے رہائی ملتی ہے، فکر سے نجات ملتی ہے اور ایک لطف آنا شروع ہو جاتا ہے درود میں۔

نیز آپ نے فرمایا "اس قدر پڑھا جائے کہ کیفیت صلوٰۃ سے دل مملو ہو جائے اور ایک انشراح اور لذت اور حیاتِ قلب پیدا ہو جائے"۔ (مکتوبات حصہ اول صفحہ ۲۶)۔ یہ دوسرے الفاظ میں وہی مضمون ہے جو میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔

بعض الہامات میں اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں درود کا مضمون اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۷ پر یہ درج ہے۔ اب اس سے اندازہ کریں کہ کتنی آغاز کی یہ کتاب ہے دعوے سے بہت پہلے کی اور اس کتاب میں جو جلد اول ہے اس میں درود کا بکثرت ذکر ہے۔ الہام ہے "وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَلصَّلٰوۃُ ھُوَ الْمُرَبِّی"۔ اس کا ترجمہ یہ درج ہے: "نیک کاموں کی طرف راہنمائی کر اور برے کاموں سے روک اور محمد

اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود آغاز ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً سکھایا گیا تھا۔ "درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے۔"

اب دیکھیں یہ بھی ایک گہرا نکتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھا دیا گیا کہ تمہیں جب دنیا کا مربی بنایا جا رہا ہے اور حکم دیا جا رہا ہے کہ نیک کاموں کی تلقین کر اور برے کاموں سے روک تو اس کا گر بھی تمہیں سکھا دیتے ہیں۔ گر یہ ہے کہ درود کی طرف لوگوں کی توجہ مائل کر اور اگر درود پڑھنا آجائے جماعت کو یعنی تیری جماعت کو جو تو بنائے گا تو وہ بہترین تربیت کا ذریعہ ہو گا۔

پس اس پہلو سے آج ہمیں درود پر اتنا زور دینا چاہئیے کہ جس کثرت سے جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے اسی کثرت سے درود پھیلے اور درود کی برکت سے پھر جماعت کو برکت ملے گی اور اس برکت میں سب سے بڑی ان کی تربیت کی برکت ہے۔ تو درود سے فیض پاتے ہوئے ان کی نمازیں سنور جائیں گی ان کی عبادتیں نکھر جائیں گی ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ خدا سے ذاتی تعلق نصیب ہو جائے گا اور اس کے لئے یہ درود وسیلہ بنے گا۔ پس ان باتوں پر خوب غور کریں اور جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے (دعوت الی اللہ) پھیل رہی ہے وہاں درود کو پھیلانے پر بہت زور دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درود کی برکات کا ذاتی تجربہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ "ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانے تک مجھے استغراق رہا۔" یعنی لمبے عرصے تک جس کا ذکر نہیں کتنے سال تھے' آپ کی روح اسی بات میں غرق رہی آپ کی تمام تر توجہات اسی بات پر منصرف رہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجو' دن کو بھیجو' رات کو بھیجو' سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت درود بھیجتے رہو۔ چنانچہ سوائے درود بھیجنے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس زمانے میں اور کوئی مشغلہ نہیں تھا۔ "کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں"۔ میں جانتا تھا کہ بہت باریک راہیں ہیں جن پر چل کر خدا ملتا ہے "بجز وسیلہ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں۔" وہ دقیق راہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت کے بغیر آپ کے وسیلے کے بغیر' آپ کی پیروی کے بغیر کیسے مل سکتی ہیں پس اس وجہ سے میں نے بکثرت درود بھیجے۔ یعنی یہ آپ کے الفاظ میں درج نہیں میں آپ کی طرف سے بیان کر رہا ہوں۔

فرماتے ہیں "جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ"۔ اس کی طرف توجہ کرتے ہوئے وسیلہ چاہو۔ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ محمد رسول اللہ کا وسیلہ پکڑو اور محمد رسول اللہ کا وسیلہ پکڑنے کی خواہش ظاہر کرو اور اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا تو تمہیں وہ وسیلہ ملے گا۔ "تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو

سقے "یعنی ماشکی" آئے ہیں اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں هٰذَا مَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ "۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اس بناء پر ہے جو تو نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔ اب یہ بالکل صاف اور واضح عبارت ہے جتنے بھی نور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئے یہ درود کی برکت سے عطا ہوئے۔ یہ بالکل واضح بات ہے مگر یہ کیا مطلب ہے کہ ایک بیرونی رستے سے ایک اندرونی رستے سے۔

دو ماشکی آئے ہیں، دو سقے آئے ہیں اکٹھے بھی آسکتے تھے مگر ایک بیرونی راستے سے اور ایک اندرونی راستے سے یہ بہت گہری حکمت کی بات ہے۔ مراد یہ ہے کہ میرا ظاہر و باطن محمدؐ رسول اللہ پر درود بھیج رہا ہے۔ اس لئے تمہاری زبان کا درود کسی کام نہیں آئے گا۔ اگر محض زبان سے درود بھیجو گے تو نہ باہر کے رستے سے کوئی نور کی مشکیں لے کر آئے گا نہ اندر کے رستے سے آئے گا۔ مگر اگر ظاہر و باطن ایک ہو جائے اگر ظاہراً بھی درود پڑھ رہے ہو اور دل کا گوشہ گوشہ اس درود میں تمہارا شامل حال ہو جائے تب تم دیکھو گے کہ اللہ کے فرشتے نور کی مشکیں لئے باہر سے بھی آئیں گے اور اندر سے بھی آئیں گے۔ اور ان نور کی مشکوں کے نتیجے میں آپ کی کیا کیفیت ہوگی۔ اس کا تفصیلی ذکر بعض دوسری روایات میں ملتا ہے جو میں نے اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ اس سے پھر آگے پیچ در پیچ مضمون نکلتے ہیں جن پر روشنی ڈالنے کے لئے وقت چاہئے۔

اب اپنا ایک نشان نزول المسیح میں آپ یہ درج فرماتے ہیں، نشان نمبر ۷۷ تاریخ ۱۸۸۰ء۔ اب ۸۲ء میں ماموریت کا آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ ۸۹ء میں جماعت کی بنیاد ڈالی ہے اور یہ ۱۸۸۰ء کی بات ہے جو آپ نے درج کی ہے۔ "ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقے سے تین دفعہ سورۃ یٰسٓ سنائی گئی"۔ اب یہ عام طریقہ رائج ہے کہ جو مر رہا ہو اس کو سورۃ یٰسٓ سناؤ۔ موت سے ایسا تعلق جوڑ دیا ہے لوگوں نے کہ بعض لوگ ڈرتے ہوئے سورۃ یٰسٓ پڑھتے ہی نہیں۔ پہلی سورۃ پڑھ کے اگلی سورۃ پہ چلے جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سورۃ یٰسٓ آئی اور موت آئی۔ یہ محض جہالت کی باتیں ہیں۔ سورۃ یٰسٓ تو زندہ کرنے کے لئے آتی ہے مارنے کے لئے نہیں آتی مگر بہرحال سورۃ یٰسٓ کا رواج چلا آرہا ہے مسلمانوں میں کہ جب سمجھتے ہیں کہ اب یہ گیا تو سورۃ یٰسٓ پڑھ دیتے ہیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر کہتے ہیں تین دفعہ سورۃ یٰسٓ پڑھی گئی، انتظار کر رہے ہوں گے کہ اب جان جائے، اب جان جائے۔ ایک دفعہ یٰسٓ سے نہیں گئی دوسری دفعہ نہیں گئی، تیسری دفعہ نہیں گئی تو تین دفعہ پڑھی جا چکی۔ "بعض عزیز دیواروں کے پیچھے روتے تھے"۔ مسیح موعود علیہ السلام کو آواز آرہی تھی اس وجہ سے وہ پیچھے چھپ کے روتے تھے کہ ان کو صدمہ ہو کر مایوسی نہ ہو جائے۔ "تب اللہ تعالیٰ نے الہاماً

نوادرات حدیث

از: مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم اے ایم۔ لٹ آکسن

ہر ایسی حدیث جس میں صحیح یا حسن حدیث کی صفات نہ پائی جائیں فنی اعتبار سے ضعیف حدیث کہلاتی ہے۔ اہل فن کے نزدیک ضعیف حدیث کی امکانی طور پر سینکڑوں قسمیں بن سکتی ہیں۔ لیکن موٹے طور پر ان کو درج ذیل چار اقسام کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ہر قسم کی پھر آگے قسمیں ہیں۔

الف۔وہ ضعیف احادیث جن میں ان کی سند اول سے آخر تک مربوط نہیں ہوتی اور سلسلہ سند میں ایک یا ایک سے زائد راوی گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسی ضعیف احادیث کی درج ذیل پانچ اقسام ہیں ا۔ مرسل ۲۔ منقطع ۳۔ مُعْضَلْ ۴۔ مُدَلَّس ۵۔ مُعَلَّلْ فی السند۔

ب۔ ایسی احادیث جن کی سند میں ایسے راوی پائے جائیں۔ جو اپنے اندر کوئی ایسی کمزوری رکھتے ہوں جس کی وجہ سے وہ راوی قابل اعتبار نہیں رہتے۔ ایسی ضعیف احادیث کو درج ذیل پانچ اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ مَتْرُوْکْ ۲۔ مُنْکَرْ ۳۔ مُعَلَّلْ ۴۔ وہ احادیث جن کے راویوں کا ضبط صحیح یا حسن حدیث کے راویوں جیسا نہیں ہوتا۔ ۵۔ وہ احادیث جن میں کوئی ایک یا ایک سے زائد راوی مجہول الحال ہو۔ یعنی اس کے حالات کے متعلق ہمیں علم نہ ہو۔ کہ وہ کون اور کس درجہ کا راوی ہے۔

ج۔ ایسی احادیث جن کی سند میں سلسلہ سند یا رایوں کے حالات کے اعتبار سے نہیں بلکہ سند میں کسی اور وجہ کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے ان میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کو آگے سات قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(ا) شاذ (۲) مُنْکَرْ (۳) مُدْرَجْ فی السند (۴) مَقْلُوْب فی السند (۵) مُضْطَرَبْ فی السند (۶) مُصَحَّفْ فی السند (۷) مُعَلَّلْ۔

د۔ ایسی احادیث جو اپنے متن کے اعتبار سے ضعیف ہوں ان کی آگے سات قسمیں ہیں۔ ا۔ ایسی احادیث جن کا متن قرآن کریم کی محکم آیات کے متضاد ہو۔ ۲۔ ایسی احادیث جن کا متن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے واضح ارشادات کے منافی ہو۔ ۳۔ معلل فی المتن ۴۔ مدرج فی المتن ۵۔ مقلوب فی المتن ۶۔ مصحف فی المتن ۷۔ مضطرب فی المتن۔ اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے درج ذیل دو امور عیاں ہیں۔

(ا)۔ کوئی حدیث ایک یا ایک سے زائد وجوہ کی بنا پر ضعیف ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک ہی حدیث اپنے سلسلہ سند کے اعتبار سے منقطع اور اپنے کسی راوی کے حوالہ سے منکر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ

فلاں حدیث ضعیف ہے بلکہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ وہ حدیث کیوں ضعیف ہے اور اس میں پایا جانے والا ضعف کس درجہ کا ہے۔

(۲)۔ بعض ضعیف احادیث کی قسمیں الف۔ ب۔ ج۔ د میں مشترک ہیں مثلاً معلل۔ کیونکہ معلل اپنے سلسلہ سند کے اعتبار سے اور یا اپنے راوی کے ضعیف ہونے کے اعتبار سے اور یا سند میں کوئی اور وجہ موجود ہونے کے اعتبار سے اور یا متن کے اعتبار سے معلل ہو سکتی ہے۔

احادیث کی درج ذیل اقسام صحیح حسن اور ضعیف کی مشترک اقسام ہیں۔

(۱) مرفوع (۲) مسند (۳) متصل (۴) معلق (۵) حدیث معنعن (۶) حدیث مُونَّنْ (۷) فرد (۸) غریب (۹) عزیز (۱۰) مشہور (۱۱) مستفیض (۱۲) متابع (۱۳) شاھد۔

انشاء اللہ آئندہ حدیث کی مندرجہ بالا مختلف اقسام پر علیحدہ علیحدہ تعارفی نوٹ پیش کرتا رہوں گا۔

وما توفیقنا الّا باللّٰہ

○ عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ "کَانَ النبیُّ اِذَا کانَتْ یَدُہُ الْیُمْنٰی مَشْغُولَۃً صَافَحَ بِیَسَارِہٖ" (القند فی ذکر علماء سمرقند از نجم الدین عمر بن محمد النسفی)

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ مصروف ہوتا تو آپ بائیں ہاتھ سے مصافحہ کر لیتے۔

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّشْرَۃِ فقال "مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ" (مسند احمد بن حنبل)

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعویذ گنڈا کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "یہ شیطانی اعمال میں سے ہے۔

○ اَکْثِرُوْا مِنْ تِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ فِی بُیُوْتِکُمْ۔ فَاِنَّ الْبَیْتَ الَّذِی لَایُقْرَءُ فِیْہِ الْقُرْآنُ یَقِلُّ خَیْرُہٗ و یَکْثُرُ شَرُّہٗ وَیُضَیِّقُ عَلٰی اَھْلِہٖ۔ (جابر بن عبداللہ فردوس دیلمی۔ دار قطنی فی الافراد)

ترجمہ۔ اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآن کیا کرو۔ کیونکہ ایسا گھر جس میں قرآن کی تلاوت نہیں کی جاتی اس میں بھلائی کم ہی ہوتی ہے اور اُس میں شر زیادہ ہوتا نیز ایسے اہل خانہ تنگیوں میں ڈالے جاتے ہیں۔

○ اِذَا اَصَابَ اَحَدَ کُمْ غَمٌّ اَوْ کَرْبٌ فَلْیَقُلْ: اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّی لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا۔ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّی لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئاً۔ (عائشہؓ۔ احمد۔ طبرانی۔ فردوس دیلمی)

ترجمہ۔ جب تم میں سے کسی پر غم اور کرب آئے تو چاہیئے کہ وہ یہ کہا کرے اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّی لَا اُشْرِکُ بِہٖ

شَیْئًا۔ (دو دفعہ فرمایا) اللہ ہی اللہ ہی میرا رب ہے میں اس کا کوئی شریک نہیں ٹھہراتا

○ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْمَنْ لَیْسَ لَہٗ نَاصِرٌ اِلَّا اللّٰہُ۔ (ابو ہریرہ۔ کامل ابن عدی)

ترجمہ۔ اللہ اللہ کیا شان ہے اس کی جس کا اللہ کے سوا اور کوئی مددگار نہ ہو۔

○ اِذَا زَارَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ وَ جَلَسَ عِنْدَہٗ فَلَا یَقُوْمَنَّ حَتّٰی یَسْتَاْذِنَہٗ۔

(مالک بن حویرث ابو شیخ فی تاریخ اصبہان دیلمی)

ترجمہ۔ جب تم میں سے کوئی اپنے کسی بھائی کو ملنے جائے تو اس کے پاس سے بغیر اجازت لئے نہ اُٹھے

○ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ جُلَسَائِنَا خَیْرٌ قَالَ مَنْ ذَکَّرَکُمْ بِاللّٰہِ رُؤْیَتُہٗ وَ زَادَ فِیْ عِلْمِکُمْ مَنْطِقُہٗ وَ ذَکَّرَکُمْ بِالْاٰخِرَۃِ عَمَلُہٗ۔ (مسند عبد بن حمید۔ مسند ابو یعلی)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ہمارے ساتھیوں میں سے جن کے ساتھ ہم اٹھتے بیٹھتے ہیں کون سے بہتر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "وہ جن کو دیکھنے سے تمہیں اللہ یاد آجاتا ہے اور جن کی باتیں تمہارے علم کو بڑھاتی ہیں اور وہ جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

○ اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّزْھُدُ فِی الدُّنْیَا فَادْنُوْا مِنْہُ فَاِنَّہٗ یُلَقَّی الْحِکْمَۃَ۔ (جعفر بن ابی طالبؓ)

ترجمہ۔ جب تم دیکھو کہ کوئی شخص دنیا میں زہد اختیار کئے ہوئے ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ کیونکہ وہ حکمت و دانش عطا کرتا ہے یعنی اس کی صحبت سے حکمت و دانش حاصل ہوتی ہے۔

○ اَمَا یَسْتَحْیِیْ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّضْرِبَ امْرَاَتَہٗ کَمَا یَضْرِبُ الْعَبْدَ یَضْرِبُھَا اَوَّلَ النَّھَارِ ثُمَّ یُضَاجِعُھَا اٰخِرَہٗ اَمَا یَسْتَحْیِیْ۔ (عائشہؓ۔ عبد الرزاق فی مصنف)

ترجمہ۔ کیا تم میں سے ایسے شخص کو شرم نہیں آتی جو اپنی بیوی کو ایسے مارتا ہے جیسے اپنے غلام کو مارتا ہے۔ دن کے پہلے حصہ میں اس کو مارتا ہے اور اس کے آخری حصہ میں یعنی رات کو اس سے ہم بستری کرتا ہے۔ کیا اس کو شرم نہیں آتی۔

○ اِقْبَلِ الْحَقَّ مِمَّنْ اَتَاکَ بِہٖ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا وَ اِنْ کَانَ بَغِیْضًا بَعِیْدًا۔ وَارْدُدِ الْبَاطِلَ عَلٰی مَنْ جَاءَ بِہٖ مِنْ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ۔ وَ اِنْ کَانَ حَبِیْبًا قَرِیْبًا۔ (حضرت ابن عباسؓ۔ فردوس دیلمی)

ترجمہ۔ جو بھی تجھ سے کوئی سچی بات بیان کرے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، اس سے یہ بات قبول کر اگرچہ یہ بات بیان کرنیوالا تیرے لئے قابل نفرت ہو اور اس کے اور تیرے درمیان کتنی ہی دوریاں ہوں اور جھوٹی بات (باطل) کو رد کر دے خواہ تیرے پاس کسی چھوٹے کی طرف سے آئے یا بڑے کی طرف سے اگرچہ جھوٹی بات بیان کرنیوالا تیرے کتنے ہی قریب ہو۔ تیرا کتنا ہی حبیب کیوں نہ ہو۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ)

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

(کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ......)

میرے آقا مرے نبیٔ کریم — بانیٔ پاک باز دینِ قویم
شان تری گمان سے بڑھ کر — حسن و احسان میں نظیرِ عدیم
تیری تعریف اور میں ناچیز — گنگ ہوتی ہے یاں زبانِ کلیم
تیرا رتبہ ہے فہم سے بالا — سرنگوں ہو رہی ہے عقلِ سلیم
مدح تیری ہے زندگی تیری — تیری تعریف ہے تری تعلیم
ساری دنیا کے حق میں رحمت ہے — سب پہ جاری ہے تیرا فیضِ عمیم
بند کر کے نہ آنکھ منہ کھولے — کاش سوچے ذرا عُدُوِّ لئیم
حق نے بندوں پہ رحم فرمایا — اک نمونہ بنا کے دکھلایا
اسوۂ پاک خلق ربانی — منتہائے کمال انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا — صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
کیا کہیں ہم کہ کیا دیا تو نے — ہر بلا سے چھڑا دیا تو نے
آدمی میں نہ آدمیت تھی — اس کو انساں بنا دیا تو نے
لے کے آب حیات تو آیا — مر رہے تھے جلا دیا تو نے
سخت گرداب گمرہی میں تھے — پار ہم کو لگا دیا تو نے

ہو کے اندھے پڑے بھٹکتے تھے ہم کو بینا بنا دیا تو نے
تا بہ مقصود جو کہ پہنچائے وہی رستہ بتا دیا تو نے
روح جس کے لئے تڑپتی تھی اس کا جلوہ دکھا دیا تو نے
تیرا پایہ تو بس یہی پایا تیرے پانے سے ہی خدا پایا
مصحفِ دید عکسِ یزدانی منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بخدا بے عدیل ہے احمد شان ربِ جلیل ہے احمد
کیوں نہ پھر ہو جمال میں کامل جب کہ نورِ جمیل ہے احمد
باعثِ ناز حضرتِ آدم عزّ و فخرِ خلیل ہے احمد
اس سے بڑھ کر ہزار شان میں ہے جس نبی کا مثیل ہے احمد
خلق میں آپ ہے مثال اپنی آپ اپنی دلیل ہے احمد
وجہِ تسکین قلبِ مضطر ہے راحِ روحِ علیل ہے احمد
"زندگی بخشِ جامِ احمد ہے" چشمۂ سلسبیل ہے احمد
بحرِ رحمت نے جوش فرمایا بن کے ابرِ کرم جو تو آیا
منبعِ جود و فضلِ رحمانی منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

(درِّ عدن)

احترام انسانیت

قرآن حکیم کی زریں تعلیمات

تحریر: خواجہ اطہر ظہور بٹ بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور

دنیا کے بیشتر ممالک اور اقوام میں زبان۔ مذہب۔ رنگ و نسل اور اقلیت و اکثریت کی بنا پر امتیاز و تفریق اور ظلم و ستم کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ خاص طور پر اقلیتوں کے احساسات اور مفادات کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی اور انہیں دوسرے درجہ کا شہری سمجھ کر یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اور اس امتیاز نے نفرت۔ عداوت۔ تحقیر و تذلیل اور ظلم و ستم کی بد ترین شکل اختیار کر لی ہے اور انسان ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض عالمی ادارے بھی اِس ظالمانہ روش کو اپنائے ہوئے ہیں۔ شہری آزادیوں اور حقوق انسانی کے حوالے سے اپنے وطن عزیز میں بھی ایسے واقعات رونما ہوتے اور ملکی اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں جو ذہنوں پر ناخوشگوار اثر مرتب کرتے ہیں۔

احترام بشریت کا تقاضا ہے کہ دوسروں کو بھی عزت و احترام کا مقام دیا جائے۔ ہر انسان کی اصل ایک ہے اور انسانوں کے درمیان اُونچ نیچ کا معاملہ کرنا انسانی وقار کے منافی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے ”لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور برادریاں بنائیں تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا۔ باخبر ہے“ (سورۃ الحجرات ۱۳-۱۴)

قدیم زمانہ میں انسان اپنی حقیقت سے قطعی ناواقف تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے بت بناتا تھا اور اُن کے آگے اپنی مرادوں کے حصول کے لئے سر جھکاتا تھا۔ وہ درختوں۔ دریاؤں۔ سمندروں اور چاند۔ سورج کو اپنے سے زیادہ بڑا اور محترم سمجھتا تھا۔ اپنے سے طاقتور کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اس کا مزاج تھا اور اس کی پرستش کرنا اس کی عادت تھی۔ حتی کہ ایسے حالات میں وہ انسان بھی پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی معبودیت کا ڈھونگ رچایا اور انسان نے انسان کو مجبور کیا کہ وہ اُسے اپنا معبود مانے۔ یہ سارا دور انسان کی تاریکی کا دور تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ انسان کو اپنے مقام کا احساس تھا نہ ادراک۔ وہ افراط پر اترا تو اُس نے خود کو دنیا کی سب سے بلند شئے سمجھا۔ غرور و تکبر، جبر و قہر، ظلم و جور اور شر و فساد اس کا مزاج بنا۔ اور جب تفریط پر آیا تو اپنی نفسیاتی کمزوری سے اپنے

آپ کو دنیا کی کم تر ہستی سمجھا اور جس شئے سے اُس کو فائدہ کی توقع یا مضرت کا خوف ہوا اس کو اس نے اپنا معبود تسلیم کیا۔

دین حق نے ان دو انتہائی تصورات کو باطل کر کے انسان کے سامنے اس کی اصل حقیقت رکھ دی۔ ایک طرف قرآن حکیم نے انسان کو اس کی حیثیت بتلائی کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر مختلف مراحل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے تمہیں مضغة سے پیدا کیا۔ علقة سے پیدا کیا۔ نیز فرمایا کہ ہم نے تمہیں گلے سڑے کیچڑ سے پیدا کیا۔ پھر قرآن حکیم نے انسانی تخلیق کے آئندہ عمل کو بیان کرتے ہوئے افزائش نسل کا ذکر کیا ہے۔ پھر نوع بشر کو بتایا گیا ہے کہ وہ اشرف مخلوق ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے "ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور اُن کو خشکی و تری میں سواریاں دیں۔ پاک چیزوں سے رزق عطا کیا اور بہت سی چیزوں پر جن کو ہم نے پیدا کیا اُن کو ایک طرح کی فضیلت عطا کی" (الاسراء ۷۰)

انسان کی یہ حیثیت جب سامنے آتی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس دنیا میں انسان کا صحیح مرتبہ و مقام کیا ہے۔ اس کا جواب قرآن حکیم نے یہ دیا ہے "اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا تو زمین میں اس کو نائب بناتا ہے جو وہاں فساد پھیلائے گا اور خوں ریزیاں کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے" (سورہ بقرہ) ان آیات کریمہ میں انسان کا مقام واضح طور پر متعین ہو جاتا ہے۔ خالق کائنات نے انسان کو اس کرہ ارض پر اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کیا ہے۔ اب دنیا میں انسان ہی کا حکم چلے گا۔ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا اور کائنات کی تمام دوسری مخلوقات کو تصرف میں لائے گا۔

دین حق نے شرف انسانی کے تخیل کو عام کرنے کے لئے مزید تشریح یہ فرمائی کہ اس شرف میں تمام انسان برابر کے حق دار ہیں۔ مذہب۔ نسل۔ رنگ اور وطن محض پہچان اور تشخص کے لئے ہیں گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر یا عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ لہٰذا انسانوں کے درمیان امتیاز محض جہالت اور کم نظری کی پیداوار ہے۔ اسلام تمام بنی آدم کو مساوات۔ وحدت اور امن کا پیغام دیتا ہے اور آزادی ضمیر کا علمبردار ہے۔ یہ ایسے کامل عدل کی تعلیم دیتا ہے جو انفرادی گروہی اور قومی مصالح سے بالاتر ہو اور دوست اور دشمن کے حقوق کو مساوی میزان سے تولتا ہے۔

شرف انسانی میں درجات کا فرق ہو سکتا ہے۔ مثلاً جو لوگ متقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرتے ہیں اور رسول پاک کے اسوۂ حسنہ کو اپنی ہدایت کا سرچشمہ سمجھتے ہیں وہ یقینی طور پر ان اشخاص سے زیادہ مستحق احترام ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اپنی زندگی کو عام احترام انسانیت سے بڑی حد تک محروم کر رکھا ہے۔

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے انعامی چیلنج

"یُفِیۡضُ الۡمَالُ حَتّٰی لَا یَقۡبِلُہٗ اَحَدٌ"

مرتبہ: مکرم جاوید احمد جاوید مربی سلسلہ احمدیہ

(۳)

پیر مہر علی شاہ صاحب اور علی حائری صاحب کے لئے انشاء پردازی اور نظم اور نثر میں مقابلہ کرنے پر ایک ایک سو روپے انعام

"اور ہم دوبارہ اقرار کرتے ہیں کہ اگر ان اشعار میں تاریخ معینہ کے اندر وہ ہمارا مقابلہ کر سکیں گے۔ اور اہل علم کی شہادت سے ان کے اشعار ہمارے اشعار کے ہم مرتبہ ہونگے اور تعداد میں بھی برابر ہونگے تو پھر بلاشبہ ہمارا یہ دعویٰ باطل ہو جائیگا۔ کہ اعجازی طاقت جو انشاء پردازی اور نظم اور نثر میں ہے۔ یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے جو ہمارے مسیح موعود ہونے پر ایک گواہ ہے۔ بلکہ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر حلفی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس عرصہ میں اسی تعداد کے لحاظ سے انہیں مضامین کی پابندی سے ان کے اشعار مقرر کردہ منصفوں کی شہادت سے جو اہل علم ہونگے ہمارے اشعار سے فصاحت بلاغت کے رو سے بہتر ثابت ہوں۔ تو دونوں مخاطبین کو ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا۔"

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۴۸ تا ۴۵۰)

○

مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے مددگاروں کے لئے بالمقابل قصیدہ اور اردو عبارت بنا کر شائع کرنے پر دس ہزار روپے انعام

"یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جس کے گواہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں کیونکہ قصیدہ سے خود ثابت ہے کہ ان کے مباحثہ کے بعد بنایا گیا ہے اور مباحثہ ۲۹ اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے واپس

آنے پر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو اس قصیدہ کا بنانا شروع کیا گیا اور ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو معہ اس اردو عبارت کے ختم ہو چکا تھا۔ چونکہ میں یقین دل سے جانتا ہوں۔ کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے۔ تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لاجواب کرے۔ اس لئے میں اس نشان کو ۱۰۰۰۰ دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ اور اس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ اسی میعاد میں یعنی پانچ دن میں ایسا قصیدہ معہ اسی قدر اردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے۔ بنا کر شائع کر دیں۔ تو میں بلاتوقف دس ہزار روپیہ ان کو دیدونگا۔ چھپوانے کے لئے ایک ہفتہ کی انکو اور مہلت دیتا ہوں۔ یہ کل باراں دن ہیں۔ اور دو دن ڈاک کے لئے بھی ان کا حق ہے۔ پس اگر اس تاریخ سے کہ یہ قصیدہ اور اردو عبارت ان کے پاس پہنچے چوداں دن تک اسی قدر اشعار بلیغ فصیح جو اس مقدار اور تعداد سے کم نہ ہوں شائع کر دیں۔ تو میں دس ہزار روپیہ ان کو انعام دیدونگا۔" (اعجاز احمدی۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷)

○

مولوی ثناء اللہ صاحب کو قادیان آ کر پیشگوئیوں کی پڑتال کرنے کی دعوت اور ہر جھوٹی ثابت ہونے والی پیشگوئی پر ایک ایک سو روپیہ ان کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔

"ایسا ہی یہ لوگ عقل کے پورے میری بعض پیشگوئیوں کا جھوٹا نکلنا اپنے ہی دل سے فرض کر کے یہ بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ جب بعض پیشگوئیاں جھوٹی ہیں۔ یا اجتہادی غلطی ہے۔ تو پھر مسیحیت کے دعویٰ کا کیا اعتبار شاید وہ بھی غلط ہو۔ اس کا اول جواب تو یہی ہے۔ کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین اور مولوی ثناء اللہ نے موضع مُد میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اس لئے ہم ان کو مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیان میں آویں۔ اور تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کریں۔ اور ہم قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہر ایک پیشگوئی کی نسبت جو منہاج نبوت کی رو سے جھوٹی ثابت ہو۔ ایک ایک سو روپیہ ان کی نذر کریں گے۔ ورنہ ایک خاص تمغہ لعنت کا ان کے گلے میں رہے گا۔ اور ہم آمد و رفت کا خرچ بھی دیں گے۔ اور کل پیشگوئیوں کی پڑتال کرنی ہوگی۔ تا آئندہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہ جاوے اور اسی شرط سے روپیہ ملے گا اور ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا۔

یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ ۱۵۰ سو پیشگوئی مَیں نے لکھی ہے۔ تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے۔ اور دربدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی۔ بلکہ ہم اور

پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کر دیں گے۔ اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپیہ دیتے جائیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا۔ تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائیگا۔ وہ سب ان کی نذر ہو گا۔ جس حالت میں دو دو آنہ کے لئے وہ دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں۔ اور خدا کا قہر نازل ہے۔ اور مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گذارہ ہے ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا ان کے لئے ایک بہشت ہے۔ لیکن اگر میرے اس بیان کی طرف توجہ نہ کریں۔ اور اس تحقیق کے لئے پابندی شرائط مذکورہ جس میں بشرط ثبوت تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں۔ قادیان میں نہ آئیں۔ تو پھر لعنت ہے۔ اس لاف و گزاف پر جو انہوں نے موضع مُدّ میں مباحثہ کے وقت کی۔ اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ مگر انہوں نے بغیر علم اور پوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی۔ کیا یہی ایمانداری ہے۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے۔ کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے۔ اور وہ زندگی لعنتی ہے۔ جو بے شرمی سے گذرتی ہے۔"

(ضمیمہ نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۱۔۱۳۲)

○

برٹش انڈیا کے آریہ سماجیوں میں پانچ فیصدی بھی ایسے پنڈت پائے جائیں جو چاروں وید سنسکرت میں جانتے ہوں تو ایسا ثابت کرنے والے کو ہزار روپیہ بطور انعام دیا جائیگا۔

".....پس کیا اس قدر انقلاب کے لئے حسب عقیدہ ان کے لئے یہ ضرور نہ تھا۔ کہ ہر ایک فرد ان میں سے اول چاروں وید پڑھ لیتا۔ پھر اپنے قدیم مذہب سناتن دھرم کو چھوڑتا اور آریہ سماج میں داخل ہوتا۔ پس اگر قادیان کے آریہ سماجیوں نے نو مسلم آریوں پر اعتراض کرنے کے وقت جھوٹ اور حق پوشی سے کام نہیں لیا۔ تو ہمیں دکھلاویں کہ ان کی جماعت آریوں میں سے کتنے وہ لوگ ہیں جن کو رگ اور یجر اور شام اور اتھربن وید سب کنٹھ ہیں۔ اگر اس بات میں وہ سچے نکلے کہ اپنی سب جماعت انہوں نے ویددان ثابت کر دی۔ تو کم سے کم ہم ان کو شریف آدمی مان لیں گے۔ جنہوں نے اپنے اعتراض میں کسی ایسی جھوٹی بات کو پیش نہیں کیا۔ جس کے آپ وہ پابند نہیں تھے۔ یہ کس کو معلوم نہیں۔ کہ یہ تمام مجمع قادیان کے آریوں کا ایک بازاری دوکان نشینوں کا

مجمع ہے۔ جن میں سے کوئی ساہوکارہ کا شغل رکھتا ہے اور کوئی بزازی کرتا ہے۔ اور کوئی نون تیل کی دوکان رکھتا ہے۔ اور جہاں تک ہم کو علم ہے۔ ان میں سے ایک بھی ویددان نہیں۔ پس کیا ان لوگوں کے مقابل پر وہ شریف نو مسلم آریہ جاہل کہلا سکتے ہیں۔ جو بعض ان کے بی اے تک تعلیم یافتہ ہیں۔ اور انگریزی اور اردو ترجمے ویدوں کے پڑھتے ہیں اور دن رات دین کی تعلیم پاتے ہیں۔

پھر ماسوا اس کے یہ ہمارا دعویٰ صرف قادیان تک محدود نہیں۔ بلکہ ہم اس امر کی پوری اطلاع رکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک شہر اور قصبہ کا آریہ سماج اکثر ایسے ہی ذخیرہ سے بھرا ہوا ہے۔ اور یہ خیال ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کہ جن لوگوں نے سناتن دھرم کو الوداع کہہ کر باوجود سخت اختلاف کے آریہ سماجی بننا قبول کیا ہے۔ پہلے وہ اپنے گھر سے چاروں وید پڑھ کر آئے تھے۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں۔ کہ تمام پنجاب اور ہندوستان میں بجز معدودے چند جن کو انگلیوں پر گن سکتے ہیں تمام مجموعہ آریوں کا ایسا ہی ہے۔ کہ ہر ایک دوکاندار یا ساہوکار نے آریوں میں نام لکھا رکھا ہے اور خود بجز بڑے پیٹ اور لمبی موچھوں اور دوکان کے حساب کے اور کچھ یاد نہیں۔

اور یہ باتیں میری بے تحقیق نہیں۔ بلکہ میں آریہ صاحبوں کو ہزار روپیہ بطور انعام دینے کو طیار ہوں۔ اگر وہ میرے پر ثابت کردیں۔ کہ جس قدر ان کی فہرست میں مرد و زن آریہ درج ہیں۔ یا یوں کہو کہ جس قدر آریہ سماجی کہلانے والے مرد ہوں یا عورت ہوں برٹش انڈیا میں موجود ہیں۔ فیصدی ان میں سے پانچ ایسے پنڈت پائے جاتے ہیں۔ جو چاروں وید سنسکرت میں جانتے ہیں۔ اگر چاہیں۔ تو میں کسی سرکاری بنک میں یہ روپیہ جمع کرا سکتا ہوں۔" (نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۸ تا ۳۷۰)

○

عرش کو جسمانی اور مخلوق چیز قرآن شریف سے ثابت کرنے والے آریہ کو ایک ہزار روپے انعام

"اے حضرات! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے۔ جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو۔ اس میں ہرگز نہیں پاؤ گے۔ کہ عرش بھی کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے۔ اس کا میں ہی پیدا کرنیوالا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور ان کی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ میں اپنی ذات میں آپ

قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے۔ وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا۔ کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا میں پیدا کرنیوالا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکال دے۔ کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے۔ تو میں اس کو قبل اس کے جو قادیان سے باہر جائے۔ ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے۔ کہ میں قرآن شریف کی وہ آیت دکھاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کردوں گا۔ ورنہ میں بادب کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا۔ جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔" (نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۵۳، ۴۵۴)

○

آریہ صاحبوں کے لئے چیلنج کہ اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو ہی رد کرسکو تو جو تاوان چاہو ہم پر لگالو۔

"نادان انسان جو تعصب سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ایک بات اپنے منہ سے نکالتا ہے۔ اور کبھی ارادہ نہیں رکھتا کہ اس کا فیصلہ کردے یہی آریہ صاحبان کا حال ہے۔ گویا وہ اس دنیا میں ہمیشہ رہیں گے ورنہ ہم کہتے ہیں کہ اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو بھی رد کرسکو۔ تو جو تاوان چاہو۔ ہم پر لگالو۔ خواہ تم تمام جائداد ہماری لے لو۔ مگر کیا کسی کی نیت ہے۔ کہ آرام سے اور آہستگی سے جیسا کہ عدالت میں مقدمات فیصلہ پاتے ہیں۔ کسی چیز کا فیصلہ کرے۔" (نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۵۹، ۴۶۰)

○

جس کا آسمان سے اترنا خیال کرتے ہو۔ اس شخص کی پیشگوئیوں کو میری پیشگوئیوں کے مقابل پر صفائی اور یقین اور بداہت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کرنے والے کے لئے ایک ہزار روپیہ نقد

"میں یہ بات حتمی وعدہ سے لکھتا ہوں۔ کہ اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو۔ خواہ بگفتن مسلمان۔ میری پیشگوئیوں کے مقابل پر اس شخص کی پیشگوئیوں کو جس کا آسمان سے اترنا خیال کرتے ہیں۔ صفائی اور یقین اور بداہت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کرسکے۔ تو میں اس کو نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو طیار ہوں۔ مگر ثابت کرنے کا یہ طریق نہیں ہوگا۔ کہ وہ قرآن شریف کو پیش کرے۔ کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مان لیا ہے۔ اور یا اس کو نبی قرار دیدیا ہے۔ کیونکہ اس طرح پر تو میں بھی زور سے دعویٰ کرتا

ہوں۔ کہ قرآن شریف میری سچائی کا بھی گواہ ہے۔ تمام قرآن شریف میں کہیں یسوع کا لفظ نہیں ہے۔ مگر میری نسبت منکم کا لفظ موجود ہے۔ اور دوسری بہت سی علامات موجود ہیں۔ بلکہ اس جگہ میرا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ قرآن شریف سے قطع نظر کر کے محض میری پیشگوئیوں اور یسوع کی پیشگوئیوں پر عدالتوں کی عام تحقیق کے رنگ میں نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے۔ کہ ان دونوں میں سے کونسی پیشگوئیاں یا اکثر حصہ ان کا بحکم عقل کمال صفائی سے پورا ہو گیا۔ اور کونسا اس درجہ پر نہیں۔ یعنی یہ تحقیقات اور مقابلہ ایسے طور سے ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے منکر ہو تو وہ بھی رائے ظاہر کر سکے۔ کہ ثبوت کا پہلو کس طرف ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۳، ۴۴)

○

بیان کردہ قرائن میں توفّی کے معنے سوائے موت کے ثابت کرنیوالے کے لئے

دو سو روپیہ انعام

"میں نے مدت ہوئی کہ اسی ثابت شدہ امر پر ایک اشتہار دیا تھا۔ کہ جو شخص اس کے برخلاف کسی حدیث یا دیوان مستند عرب سے کوئی ایسا فقرہ پیش کرے گا۔ جس میں باوجود اس کے کہ توفی کے لفظ کا خدا فاعل ہو اور کوئی عَلم مفعول بہ ہو یعنی کوئی ایسا شخص مفعول بہ ہو۔ جس کا نام لیا گیا ہو۔ مگر باوجود اس امر کے اس جگہ وفات دینے کے معنے نہ ہوں۔ تو اس قدر اس کو انعام دونگا۔ اس اشتہار کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ اب پھر اتمام حجت کے لئے دو۲۰۰سو روپیہ نقد کا اشتہار دیتا ہوں کہ اگر کوئی ہمارا مخالف ہمارے اس بیان کو یقینی اور قطعی نہیں سمجھتا۔ تو وہ احادیث صحیحہ نبویّہ یا قدیم شاعروں کے اقوال میں سے جو مستند ہوں۔ اور جو عرب کے اہل زبان اور اپنے فن میں مسلم ہوں۔ کوئی ایک ایسا فقرہ پیش کرے جس میں توفّی کے لفظ کا خدا تعالیٰ فاعل ہو۔ اور مفعول بہ کوئی عَلم ہو۔ جیسے زید اور بکر اور خالد وغیرہ اور اس فقرہ کے معنے بداہت کوئی اور ہوں۔ وفات دینے کے معنی نہ ہوں۔ تو ایسی صورت میں میں ایسے شخص کو مبلغ دو سو روپیہ نقد دونگا۔ ایسے شخص کو صرف یہ ثابت کرنا ہو گا۔ کہ وہ حدیث جس کو وہ پیش کرتا ہے۔ وہ حدیث صحیح نبوی ہے۔ یا گذشتہ عرب کے شاعروں میں سے کسی ایسے شاعر کا قول ہے۔ جو علمِ محاوراتِ عرب میں مسلّم الکمال ہے اور یہ ثبوت دینا بھی ضروری ہو گا۔ کہ قطعی طور پر اس حدیث یا اُس شعر سے ہمارے دعویٰ کے مخالف معنے نکلتے ہیں۔ اور ان معنوں سے جو ہم لیتے ہیں۔ وہ مضمون فاسد ہوتا ہے۔ یعنی وہ حدیث یا وہ شعر ان معنوں پر قطعیۃ الدلالۃ ہے۔ کیونکہ اگر اس حدیث یا اس شعر میں ہمارے معنوں کا بھی احتمال ہے۔ تو ایسی حدیث یا ایسا شعر ہرگز پیش کرنے کے لائق نہ ہو

گا۔ کیونکہ کسی فقرہ کو بطور نظیر پیش کرنے کے لئے اُس مخالف مضمون کا قطعیۃ الدلالۃ ہونا شرط ہے۔ وجہ یہ کہ جس حالت میں صدہا نظائر قطعیۃ الدلالۃ سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ توفّی کا لفظ اس صورت میں کہ خدا تعالیٰ اس کا فاعل اور کوئی عَلم یعنی کوئی نام لیکر انسان اس کا مفعول بہ ہو۔ بجز وفات دینے اس مفعول بہ کے کسی دوسرے معنوں پر آ ہی نہیں سکتا۔ تو پھر ان نظائر متواتر کثیرہ کے بر خلاف جو شخص دعویٰ کرتا ہے۔ یہ بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ کہ وہ ایسی کوئی صریح نظیر جو قطعیۃ الدلالۃ ہو بر خلاف ہمارے دعویٰ کے پیش کرے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَۃُ البقرۃ ۲۵"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۸۳،۳۸۴)

وید سے پرمیشر کا دائمی نجات دہندہ ثابت کرنیوالے آریہ کے لئے ہزار روپیہ انعام

"بھلا کوئی ایسی شرتی پیش تو کرو جس میں پرمیشر نے یہ کہا ہو۔ کہ میں دائمی نجات دینے پر قادر تو تھا۔ لیکن میں نے نہ چاہا کہ محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ دوں۔ ہم ایسے کسی آریہ کو ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہیں۔ کہ اپنے اصول کو ملحوظ رکھ کر پھر ایسی شرتی وید میں سے ہمیں دکھلادے۔"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۱،۳۲)

وید کے رو سے پرمیشر کا وجود ثابت کرنے پر دس ہزار روپیہ انعام

"...... اس شخص کو اس بات کے کہنے سے حیا نہیں آئی۔ کہ وید کا نام مکمل کتاب رکھتا ہے۔ حالانکہ وید کی رو سے پرمیشر کا ہی کچھ پتہ نہیں کہ ہے یا نہیں۔ بت پرستی کی اور عناصر پرستی کی جڑھ یہی وید ہے۔ اسی سے آریہ ورت میں یہ سب گند پھیلے ہیں۔ اور ہم تو دس ہزار روپیہ کی جائیداد ایسے شخص کو دے سکتے ہیں۔ کہ جو وید کی رو سے پرمیشر کا وجود ثابت کر کے دکھلادے۔ ورنہ خالی وید وید کرنا سراسر جائے شرم!!"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳۔ صفحہ ۱۳۶)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک الہامی دعا

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

دیانت اور محنت

از: مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خاں صاحب ربوہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن طور پر تخلیق فرمایا ہے اور اسے قویٰ۔ اور گوناگوں صفات حسنہ سے نوازا ہے۔ تاکہ وہ ان سے کام لے کر عمدہ و مقبول عمل بجالائے۔ اور کامیاب و بامراد زندگی گزار سکے جو خود اس کے لئے اور اس کے ماحول اور معاشرہ کے لئے سلامتی و بہتری اور کامیابی و ترقی کا باعث بنے۔ ان اعلیٰ صفات میں سے دو بنیادی نوعیت اور دوررس نتائج کی حامل صفات دیانت اور محنت ہیں۔ جن کا فقدان انفرادی اور اجتماعی طور پر زبردست خسارے کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ ان کی کمی کی وجہ سے جہاں کسی فرد کی شخصیت اور کارکردگی متاثر ہوتی ہے وہاں اردگرد کے عوام و خواص اور معاشرتی حقوق بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔

دیانت و امانت دراصل ایک دوسرے سے مربوط صفات ہیں۔ امانت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو ذمہ داری سونپی جائے اور وہ اسے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ادا کرے جبکہ ایسا نہ کرنا خیانت کہلاتا ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب انسان کے اندر دیانت یعنی راستی اور ایمانداری کا جوہر موجود ہو گا۔ ورنہ وہ دوسروں کے حق اور امانت کو کوئی اہمیت نہ دے گا۔ دیانت اور امانت گویا ایک عہد کا تقاضا کرتی ہیں جو انسان اپنے ساتھ اور دوسرے انسانوں کے ساتھ کرتا ہے کہ وہ جو بات کہہ رہا ہے وہ پوری طرح سچائی اور راستی پر مبنی ہے اور جو امانت اپنے ذمہ لے رہا ہے اس کا حق ادا کریگا۔ سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ ان خوش نصیبوں کا ذکر فرماتا ہے جو ہمیشہ کے لئے جنت الفردوس کے وارث بنیں گے۔ ان میں یہ لوگ بھی شامل کئے گئے ہیں یعنی جو "اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھیں گے۔" (آیت:۹) پھر سورۂ بنی اسرائیل فرمایا:-

"اور اپنے عہد کو پورا کرو (کیونکہ) ہر عہد کی نسبت یقیناً جواب طلبی ہو گی۔" (آیت:۳۵)

دیانت و امانت کا وسیع دائرہ

یہ بات واضح ہے کہ باوقار اور کامیاب زندگی گزارنے اور پورے معاشرہ' قوم اور ملک کو ترقی و خوشحالی کی راہ پر ڈالنے کے لئے دیانتداری و امانتداری اور عہد کی پابندی ازبس ضروری ہے۔ جب قوم کا ہر طبقہ آجر اور اجیر' مالک اور ملازم' استاد اور شاگرد' ڈاکٹر اور مریض' دوکاندار اور گاہک' سیاستدان اور عوام' غرض تمام تر طبقے ایک دوسرے کے ساتھ امانت و دیانت اور ایفائے عہد کے ساتھ پیش آئیں گے تو کسی کی بھی حق تلفی کی نوبت نہ آئے گی۔ گویا اگر ہر شخص اپنا فرض ادا کرنے لگے تو کسی کا بھی حق نہیں مارا جائیگا۔ اور اس سنہری اصول کی کلید امانت و دیانت ہی ہے۔ اس کے بغیر

فرائض اور حقوق کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اس کے برعکس خیانت اور دھوکہ بازی اور بدعہدی و فریب کاری سے پورے معاشرے میں فساد، نفسانفسی اور افراتفری کے اندھیرے چھا جائیں گے۔

حضرت امام الزمان بانی سلسلہ احمدیہؑ نے دین حق کی باتیں کھول کھول کر سمجھا دی ہیں۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ ہر طرح کا گناہ زہر ہے۔ اسے مت کھاؤ کیونکہ اس میں ہلاکت ہے۔ نیز بار بار یاد دہانی فرمائی کہ گناہ اور برائی کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ انسان میں یقین کی کمی ہوتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کو صحیح معنوں میں اور پوری معرفت کے ساتھ قوی اور حاضر خیال نہیں کرتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا ایک نہایت ہی سبق آموز واقعہ ہے۔ آپ رات کو شہر کا گشت کر رہے تھے کہ ایک چھوٹے سے جھونپڑے سے باتوں کی آواز سنائی دی۔ ایک ماں اپنی بیٹی کو دودھ میں کچھ پانی ملا دینے کا سبق دے رہی تھی تاکہ اس کی فروخت سے زیادہ رقم حاصل ہو۔ لڑکی نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو والدہ نے کہا اس وقت یہاں کون دیکھ رہا ہے۔ اس سعادت مند اور ایماندار بیٹی نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح اُس غریب لڑکی نے امانت و دیانت کی کیسی عمدہ مثال قائم کی۔

دیانت کی برکت سے محنت کا پھل اور جذبہ خوب پھلتا اور پھولتا ہے۔ اگر انسان اپنی خداداد صلاحیتوں اور قویٰ سے دیانتداری سے کام لینے کا عادی ہو جائے ایسا کرنے سے محنت کی توفیق ملے گی۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ کام میں ہی عظمت اور کامیابی ہے۔ انسان اپنی تعلیم اور استعداد کے مطابق جس اچھے کام کو بھی عمدگی سے انجام دے گا۔ وہ اس کے لئے عزت اور فائدہ کا باعث بنے گا۔ حضرت خلیفتہ المسیح الثانی .... نے ایک ایسا پرمعارف نکتہ ہمیں سمجھایا ہے کہ اس پر عمل کر کے ہم سب دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ فرمایا کہ جو لائن (شعبہ) مرضی ہو اختیار کرو لیکن پھر اس میں چوٹی کے آدمی بنو۔ کیا ہی خوبصورت اور دلکش بات ہے۔ یعنی سائنسدان بنو تو پھر اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ حاصل کرو۔ کوئی فن اختیار کرو تو سرفہرست اور سرفراز بن کر نکلو۔ حتی کہ کوئی عام سا کام یا پیشہ اختیار کرو تو اس میں بھی خوب نمایاں ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ آپ کی قدر کریں گے اور اہم کام آپ کے سپرد کریں گے اور آپ پر پوری طرح اعتماد کریں گے۔

ایک صحابی کا دلچسپ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو آپؐ نے دیکھا کہ اُس صحابی کے ہاتھ پر کچھ سیاہ لکیریں یا نشان بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاتھ پر کیا ہے صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان ہاتھوں سے سخت مشقت کا کام کرتا ہوں۔ اس لئے یہ نشان پڑ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے ہاتھ بڑے پیار اور شفقت سے پکڑ کر فرمایا یہ تو بہت ہی عظیم ہاتھ ہیں جو اتنی محنت سے رزق حلال کماتے ہیں!!!

جماعت احمدیہ میں محنت کرنے اور نمایاں مقام حاصل کرنے والوں کی روشن مثالیں موجود ہیں۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان کی محنت و کاوش اور وقت کی قدر و پابندی پورے عالم میں ضرب المثل ہے قومی اور ملکی سطح پر آپ نے غیر منقسم ہندوستان کے تاریخ ساز مواقع پر جس محنت اور دیانت سے کام کیا اور پھر باؤنڈری کمیشن کے سامنے قائد اعظم کے ارشاد پر مسلم لیگ کا کیس اور پاکستان بننے کے بعد اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی اور کشمیر کے مسئلہ کے سلسلہ میں جو بنیادی اور ٹھوس خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کے ایسے روشن باب ہیں جن کی آب و تاب کو کوئی بد خواہ دھندلا نہیں سکتا آپ نے عالمی عدالت ہیگ سے ریٹائر ہونے کے بعد جبکہ آپ کی عمر ۸۰ سال تھی پورے دس سال یعنی ۹۰ برس کی عمر تک دینی کتب کے تراجم کے لئے عرق ریزی سے کام کیا۔ اسی طرح پاکستان کے واحد نوبیل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے متعلق وطن عزیز کے ایک ممتاز سائنسدان ڈاکٹر عبدالغنی صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

"سلام کیمرج میں روزانہ چودہ تا سولہ گھنٹے لگاتار کام کیا کرتے تھے۔ اُن کا مطالعہ بہت وسیع و عمیق تھا۔" ("ڈاکٹر عبدالسلام" از ڈاکٹر عبدالغنی صفحہ ۷۳)

ڈاکٹر عبدالسلام کے متعلق انگریزی اخبار "دی نیوز" مورخہ ۲، نومبر ۱۹۹۶ء کے مطبوعہ مضمون سے ایک اقتباس ملاحظہ فرماویں۔

"ٹریسے (اٹلی) میں وہ اپنے کام کا آغاز صبح ساڑھے آٹھ بجے کرتے اور دوپہر کے کھانے کے لئے معمولی سے وقفہ کو چھوڑ کر گیارہ بارہ گھنٹے کے بعد اپنے کام کا اختتام کرتے۔ ان کے دوست کہا کرتے تھے کہ ان کے باتھ روم میں بھی ایک میز کتابوں سے لدی پڑی رہتی ہے" انہیں کام کے علاوہ کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔"

قابل فخر وجودوں نے ہمارے لئے نہایت عمدہ مثالیں چھوڑی ہیں بے شک یہ ہماری ترقی کے لئے روشن مینار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ہر نسل کو امانت و دیانت محنت اور جانفشانی کے اوصاف اپنانے کی توفیق دے۔ آمین۔

(بقیہ از صفحہ ۲۰)

مجھے یہ دعا سکھلائی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ"۔ پاک ہے وہ اللہ ہر برائی سے پاک ہے وبحمدہٖ لیکن پاک ہی نہیں تمام صفات سے بھی مرصّع ہے، تمام صفاتِ حسنہ سے بھی مرصّع ہے تو اس جملے میں خدا تعالیٰ کا سب کچھ بیان ہو گیا۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو کلمات ہیں جو خدا کو دیکھنے میں ہلکے، زبان پر ہلکے لیکن بہت وزنی ہیں۔ ان کلمات کا بھی آپؐ نے ذکر فرمایا ہے۔ باقی انشاء اللہ دو تین روایتیں رہتی ہیں وہ اگلے خطبے میں پیش کروں گا کیونکہ اب میں نے دیکھا ہے کہ وقت ہو چکا ہے۔

(بشکریہ۔ الفضل انٹرنیشنل ۲۳۔ اپریل ۱۹۹۹ تا ۲۹ اپریل ۱۹۹۹ء)

مجلس انصار اللہ واہ کینٹ کا ایک تفریحی پروگرام

مرسلہ: مکرم سلیم احمد خالد صاحب ناظم ذہانت و صحت جسمانی انصار اللہ واہ کینٹ

مجلس انصار اللہ واہ کینٹ نے ایک پکنک کا پروگرام بنایا۔ اس پروگرام میں ضلع ہزارہ کے علاقہ بالا کوٹ۔ کیوائی۔ شوگراں۔ سسری اور پایہ شامل تھے۔ اس پروگرام کے گائیڈ کے فرائض مربی سلسلہ ہری پور ہزارہ مکرم اصغر بھٹی صاحب نے ادا کرنے کی پیشکش کی تھی اور وہ بمعہ واہ کے دو خدام کے کیوائی جا چکے تھے تاکہ رہائش کا بندوبست کر سکیں۔

مورخہ ۹۹-۵-۱۹ کو محترم امیر جماعت واہ کینٹ کی زیر قیادت ۱۲۵ افراد کا قافلہ بوقت ۵ بجے شام واہ کینٹ سے دعا کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس قافلہ میں ۱۱۶ انصار ۶ خدام اور مربی سلسلہ محترم مبشر محمود صاحب شامل تھے۔ ٹرانسپورٹ کے لئے ایک ویگن اور ایک سوزوکی وین کی سہولت میسر تھی۔ امیر صاحب جو ماشاء اللہ ۷۸ سال کے بزرگ ہیں وہ اِس قافلہ میں سب سے بڑی عمر کے تھے۔ انجائنا کے مریض اور دل کے پانچ بائی پاس اپریشنوں کے باوجود خاص جذبہ شوق سے پروگرام میں شامل ہوئے تھے اُن کے جذبہ شوق کو دیکھتے ہوئے تمام انصار کے حوصلے بہت بلند تھے۔ مانسہرہ سے گزرنے کے بعد گاڑی میں ہی نمازیں ادا کی گئیں۔ رات کی تاریکی کے باعث قدرتی مناظر سے تو محروم ہوئے لیکن پہاڑوں پر مکانوں کی روشنیاں ایسے معلوم ہوتی تھیں کہ زمین کے قریب ستارے ٹمٹما رہے ہیں۔ یہ بہت دلکش منظر تھا۔ ہمارا قافلہ رات کے ۹:۳۰ بجے بالا کوٹ پہنچا۔

بالا کوٹ وہ تاریخی مقام ہے۔ جہاں حضرت سید احمد بریلوی (مجدد تیرہویں صدی) اور سید اسماعیل شہید نے سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کی سربلندی کے لئے شہادت پائی۔ ان دونوں بزرگوں کے مزار مبارک یہیں پر ہیں۔ بالا کوٹ میں رات کا کھانا کھایا ور کیوائی کی طرف روانہ ہوئے کیوائی تک پہاڑوں پر روشنیاں بہت ہی دلفریب منظر پیش کر رہی تھیں۔

مانسہرہ سے لے کر کیوائی تک تمام سڑک کو کشادہ کیا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے مٹی اڑتی ہے۔ آرمی کے زیر نگرانی بننے والی یہ سڑک آئندہ سال مکمل ہو جائے گی جس سے سفر نہایت آسان' آرام دہ اور محفوظ ہو جائے گا۔ ۱۱:۳۰ بجے رات کو ہم کیوائی پہنچے۔ جہاں رات کا قیام تھا۔ وہاں ہمارے مربی صاحب ہری پور بمعہ دو خدام کے ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ کیوائی رہائش کے لئے اچھا انتظام تھا۔ چنانچہ یہاں بڑے آرام سے رات بسر کی۔ الحمدللہ۔ ۲۰ مئی کو نماز فجر اور تلاوت کے بعد احباب نے ناشتہ کیا مکرم مبشر محمود صاحب مربی

سلسلہ نے آملیٹ اور ماش کی دال کے سینڈوچ تیار کئے تھے۔

کیوائی کے بعد شوگران کا پروگرام تھا یہ مقام کافی اونچائی پر واقعہ ہے۔ نہایت خطرناک راستہ ہے۔ آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد ہم شوگران پہنچ گئے جہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے حسین نظارے دیکھ کر بے اختیار تسبیح و تحمید ورد زبان ہوئے۔ یہاں گروپ فوٹو ہوئے اور کچھ فرداً فرداً فوٹو بنائے گئے۔ یہاں سے مزید اونچائی پر مقام "سری" اور "پایہ" ہیں وہاں کا پروگرام بھی تھا۔ وہاں جیپ بھی جاتی ہے۔ لیکن مہم جو دوستوں نے پیدل جانے کو ترجیح دی چنانچہ تقریباً ۹:۳۰ بجے ۹ انصار ۶ خدام بمعہ ہر دو مربیان سلسلہ اس مہم پر روانہ ہوئے۔ باقی احباب امیر صاحب کے ساتھ شوگران ہی ٹھہرے۔ سری تک کا تمام راستہ ۳۵ سے ۴۵ درجہ زاویہ کا ترچھا ہے۔ جو کہ کافی مشکل ہے اور خاص طور پر اتنی اونچائی پر مشکل چڑھائی کی وجہ سے سانس پھول جاتا ہے۔ راستہ میں مسحور کن نظاروں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ہم تقریباً پونے دو گھنٹے کے پیدل سفر کے بعد "سری" پہنچ گئے۔

"سرند" علاقائی زبان میں جھیل یا چشمہ کو کہتے ہیں۔ یہاں پر ایک چھوٹی سے جھیل ہے اس لئے اس مقام کو "سری" کہتے ہیں۔ یہ سطح سمندر سے ۲۸۲۸ میٹر بلند ہے۔ نہایت ہی خوبصورت مقام ہے۔ بہت ہی جاذب نظر ہے۔ یہاں ایک ریسٹ ہاؤس بنا ہوا ہے۔ جہاں ٹورسٹ قیام کر سکتے ہیں۔ ریسٹ ہاؤس کے چوکیدار کا گھر بھی قریب ہے۔ چوکیدار سے چائے کی فرمائش کی گئی اُس کی بیوی نے بہت عمدہ چائے بنا کر بچوں کے ہاتھ بھجوائی بسکٹ کے ڈبے بھی مل گئے۔ چائے نوش کی۔ تھوڑی دیر نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے بعد اگلی منزل "پایہ" کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ مقام "سری" سے ۱۰۰ میٹر مزید بلندی پر ہے یہ چڑھائی ۴۵ ڈگری کی ہے۔ تقریباً ۳۰ منٹ میں اوپر پہنچ سکے جب اوپر پہنچے تو تمام سابقہ نظارے بھول گئے۔ عجیب طلسماتی جگہ تھی۔ چاروں طرف برف پوش پہاڑوں کی چوٹیاں نہایب دلفریب منظر پیش کر رہی تھیں۔ بادل اور دھوپ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد منظر کو نیا رنگ دے دیتے تھے۔ قدرت کی اس دلکش صناعی کو دیکھ کر عقل حیران ہو رہی تھی یہاں بھی فوٹو گرافی کی گئی اور ان نظاروں کو محفوظ کر لیا گیا۔ تین بجے شوگران سے دعا کے ساتھ واپسی شروع ہوئی۔ ان مقامات کی سیر کے بعد ہم شوگراں سے ہوتے ہوئے چار بجے کیوائی پہنچے کیوائی سے سفر ۵ بجے شروع کیا۔ کیونکہ دن کا وقت تھا اس لئے اب تمام راستہ کے نظارے دیکھے جو کہ پچھلے روز رات کی وجہ سے نہ دیکھ سکے تھے۔ حیرت ہوتی تھی کہ لوگ پہاڑوں پر کس طرح رہتے ہیں۔ اور کس طرح تھوڑی تھوڑی جگہ کو ہموار کر کے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی کھیتیاں ایک دلکش نظارہ پیش کرتی ہیں۔ درمیان میں دریائے کنہار نیلگوں شفاف یخ بستہ پانی لئے اپنے قدرتی بہاؤ میں جا رہا ہے۔ ہر موڑ، ہر مقام پر قدرت کا ایک حسین نظارہ نظر آیا جو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔

ہم چھ بجے بالاکوٹ پہنچ گئے۔ حضرت سید احمد بریلوی شہید کے مزار پر گئے اور دعا کی۔ اس کے بعد ۱۹۷۴ء میں راہ مولیٰ میں جان قربان کرنے والے دو احمدی احباب کے مزاروں پر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ محترم محمد زمان خان اور اُن کے جواں سال بیٹے مبارک احمد کی قربانی کے ثمرات ظاہر فرمائے یہ دونوں قبریں اُن کے گھر کے ساتھ ہی اپنی زمین میں موجود ہیں۔ ان احباب کے کوئی عزیز و اقارب بالاکوٹ میں نہیں بلکہ واہ کینٹ میں رہائش پذیر ہیں۔

سات بجے بالاکوٹ سے روانہ ہو کر دریائے کنہار کے ساتھ ساتھ اس کی قدرتی موسیقی سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ہم مانسہرہ پہنچے اور پھر ایبٹ آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایبٹ آباد سے ہوتے ہوئے ۱۰-۴۵ بجے شب واہ کینٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیروعافیت پہنچ گئے۔ مجلس انصار اللہ کی یہ پکنک انصار اللہ کے لائحہ عمل کا حصہ ہے اور ارشاد ربانی سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ کی تعمیل بھی ہے تاکہ نظام قدرت اور اس کی حسین تخلیقات کے مطالعہ سے یہ جان سکے کہ ہر حسن کا منبع اور سرچشمہ ذات باری تعالیٰ ہے

چشم مست ہر حسین ہر دم دکھاتی ہے تجھے ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

(بقیہ از صفحہ ۲۷)

احترام انسانیت اور شرف انسانی کا نظریہ سب سے بہتر دین حق نے پیش کیا اور انسان کو دوسری مخلوقات کی ذہنی غلامی سے نجات دلائی۔ جب خدا تعالیٰ نے انسان کو اس قدر شرف اور عزت بخشی ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم دوسرے انسانوں کے ساتھ عزت و تکریم سے پیش آئیں۔ مظلوموں اور بے کسوں کی داد رسی کریں۔ حق بات کو بغیر رعونت اور تلخی کے سنیں۔ اقلیتوں اور مفلوک الحال لوگوں کے حقوق کا خیال رکھیں اور اُن کے ساتھ انصاف اور شفقت کا معاملہ کریں۔ مسکینوں سے تواضع سے پیش آئیں۔ داد خواہوں کی فریاد سنیں اور لوگوں کی دل دہی اور تالیف قلب کا خیال رکھیں۔ لیکن مقام صد افسوس ہے کہ آج قبیلے اور گروہ مذہبی فرقے اور تنظیمیں۔ قومیں اور ممالک ان خوبیوں سے ناآشنا اور محروم ہیں اور شرف انسانی اور احترام انسانیت کے تقاضوں سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ ان میں مذہبی تعصب اور مال و دولت حسب نسب اور رنگ و نسل کا تکبر اور غرور پایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا۔ سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ "اور زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ بے شک تو ہرگز زمین کو پھاڑ نہ سکے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔ ان امور میں سے ہر ایک کا برا پہلو تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے"۔* کبر و فخر صرف حق تعالیٰ کی ذات کو ہی زیب دیتا ہے۔ انسان اگر اُسے اختیار کرے تو یہ خدا سے براہ راست جھگڑا کرنے والی بات ہے۔ *(آیت ۳۸-۳۹)

نتیجہ امتحان سہ ماہی ۱۹۹۹ء - مجلس انصار اللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی اول ۱۹۹۹ء میں پاکستان کی ۲۷۸ مجالس کے ۳۵۱۳ انصار نے شرکت کی۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار درج ذیل ہیں۔

اول: مکرم عزیز احمد طاہر صاحب۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ

دوم: مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب۔ نارتھ کراچی

سوم: مکرم ماسٹر محمد ابراہیم شاد صاحب۔ دارالعلوم غربی ربوہ

خصوصی گریڈ اے حاصل کرنے والے انصار کے اسماء درج ذیل ہیں۔

ربوہ مکرم محمد عبداللہ قریشی ہاشمی صاحب دارالصدر شرقی۔ مکرم ملک تنویر احمد خاں صاحب دارالصدر شرقی۔ مکرم ایوب اقبال احمد صاحب دارالرحمت وسطی۔ مکرم منیر الدین احمد صاحب کوارٹرز تحریک جدید۔ مکرم محمد سعید انصاری صاحب کوارٹرز تحریک جدید۔ مکرم رانا عبدالغفور خاں صاحب باب الابواب۔ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب دارالبرکات۔ مکرم شمیم احمد خالد صاحب ناصر آباد۔ مکرم محمد افتخار احمد چوہدری صاحب ناصر آباد۔ مکرم عبدالباسط خاں صاحب دارالرحمت شرقی الف۔ مکرم محمد صدیق شاہد گورداسپوری صاحب۔ دارالرحمت وسطی۔ مکرم عبدالسلام ظافر صاحب ناصر آباد غربی۔ مکرم ڈاکٹر محمد شفیع چوہدری صاحب دارالرحمت شرقی۔ مکرم منصور احمد تاثیر صاحب دارالرحمت وسطی۔ مکرم احمد علی صاحب دارالعلوم غربی ب۔ مکرم ڈاکٹر فیض اللہ خاں صاحب دارالعلوم غربی ب۔ مکرم محمد اسحاق صاحب دارالعلوم غربی۔

کراچی مکرم منصور احمد لکھنوی گلشن احمد۔ مکرم کرامت اللہ صاحب عزیز آباد۔ مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب عزیز آباد۔ مکرم نعیم احمد صاحب کلفٹن۔ لاہور مکرم مبارک احمد صاحب سلطانپورہ۔ مکرم محمد سلیم اختر صاحب سلطانپورہ۔ مکرم محمد رمضان صاحب سلطانپورہ۔ مکرم کرامت اللہ مرزا صاحب مغلپورہ۔ مکرم نذیر احمد صاحب مغلپورہ۔ مکرم غلام مصطفیٰ ملک صاحب ماڈل ٹاؤن۔ مکرم سعید احمد نعیم صاحب سلطان پورہ۔ مکرم چوہدری بشیر احمد بھلی صاحب مغلپورہ۔ مکرم کمال دین صاحب سلطان پورہ۔ مکرم شمیم احمد صدیقی صاحب بیت الاحد۔ اسلام آباد مکرم عبدالمنان فیاض صاحب۔ مکرم چوہدری شاہد احمد صاحب۔ مکرم حمید المحامد حامد صاحب۔ شیخوپورہ مکرم احمد حسین رانا صاحب سانگلہ ہل۔ مکرم سید حمید احمد صاحب شیخوپورہ شہر۔ سیالکوٹ مکرم رفیق احمد بٹ صاحب ڈسکہ کوٹ۔ اوکاڑہ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب ایل پلاٹ۔ مکرم رانا محمد سرور ارشد صاحب اوکاڑہ شہر۔ فیصل آباد مکرم مشتاق احمد ہاشمی صاحب دارالنور۔ مکرم محمد اصغر عتیق صاحب دارالحمد۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ مکرم نصیر احمد قریشی صاحب۔ سندھ مکرم پیر محمد صاحب نور نگر ضلع عمر کوٹ۔ بہاولنگر شہر مکرم مقبول احمد چوہدری صاحب۔ راولپنڈی مکرم عبدالغفار ڈار صاحب کھاریاں شہر۔ مکرم بشارت احمد طاہر صاحب۔ ضلع چکوال مکرم رشید احمد ارشد صاحب دھرکنہ۔ آزاد کشمیر۔ مکرم منیر احمد چوہان صاحب میرپور۔

اللہ تعالیٰ یہ کامیابی مبارک کرے اور علم و معرفت میں مزید ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

(ڈاکٹر عبدالخالق خالد قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

Monthly **Ansarullah** Rabwah

EDITOR : NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No. CPL – 92 July, 1999.

"خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو"

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"...... اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد و دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے' اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ نہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو........ یہ وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آیا۔ جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے۔ وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اُتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کرلے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔ (دین حق) کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیمؑ بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔

تم ان راہوں سے آؤ بے شک وہ تنگ راہیں ہیں۔ لیکن اُن سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے ...."

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۳۸۔۱۳۹)